ماہنامہ اعلیٰ حضرت

بریلی شریف



مدیر اعلیٰ
(مولانا) محمد سبحان رضا خان "سبحانی میاں"

نومبر ۲۰۲۱ء

Yearly Rs. 300/-

ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ

قوم کے نام ایک اہم پیغام

آج ہمارا معاشرہ اپنے دین و مذہب اور شرعی اصول وقوانین سے اتنا دور جا چکا ہے اور اتنا بے لگام ہو چکا ہے کہ اسے حرام وحلال، کفر وایمان اور جائز وناجائز کی نہ تو کوئی تمیز رہی ہے اور نہ کوئی لحاظ۔ نہ خوف خدا اور نہ شرم نبی۔ آج آپ کو گاؤں گاؤں، بستی بستی، محلے محلے اور ہر گلی کوچے میں مسلمانوں کے نام سے لگائے گئے ایسے بینر و پوسٹر اور ہورڈنگ بھرپور انداز میں دیواروں پر چسپاں کہ جس میں ہر چھوٹا بڑا مسلم نیتا ان بینروں اور پوسٹروں کے ذریعہ کفار ومشرکین کو ان کے خالص مذہبی تیوہاروں خاص کر دیوالی، ہولی، رکشابندھن وغیرہ کی مبارکبادیاں دیتا ہوا نظر آرہا ہے اور اس کے پیچھے اس کا فاسد خیال یہ ہے کہ ان مبارکبادیوں کی وجہ سے اسے الیکشن میں کفار ومشرکین کے ووٹ حاصل ہو جائیں گے، یہ لوگ اس سے راضی اور خوش ہو جائیں گے اور اسے اپنا سمجھنے لگیں گے۔ حالانکہ یہ اس کی خام خیالی ہے۔ ملک میں روز بروز پھیلتی جا رہی قوم مسلم کے خلاف نفرت سے بھی اسے سبق حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ جبکہ شریعت اسلامیہ نے ایسی مبارکبادیوں کو کفر تک قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آج سیاسی عہدے حاصل کرنے کے لیے ہم اپنے دین و مذہب تک کو سیاست کی دہلیز پر قربان کرنے پر تلے پڑے ہیں۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ اس عام وبا سے اپنے معاشرے کو محفوظ کرنے کی بیداری مہم چلائی جائے، مضمون نگار حضرات ہندی، اردو اور انگریزی وغیرہ میں مضمون لکھیں، خطباء اپنی ہر تقریر کا اسے جز بنالیں، ائمہ کرام اپنی اپنی مسجدوں میں نمازیوں کو ان سیاسی مبارکبادیوں کا حکم شرعی بتائیں، علمائے کرام اور مشائخ عظام اپنے اپنے حلقوں میں لوگوں کو سختی کے ساتھ اس سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ دور حاضر کی دیگر برائیوں میں سے اس وقت یہ سب سے بڑی اور وسیع برائی ہے جو روز بروز ایک فیشن کا روپ دھارن کرتی جا رہی ہے۔ کفر وحرام سمجھنا تو دور کی بات ہے۔ اب تو لوگ اسے بُرا تک نہیں سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں کا ایمان اس وقت خطرے میں پڑ چکا ہے اور افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی اس طرف نہ تو توجہ دے رہا ہے، نہ ہی کوئی اس کا حکم شرعی خود معلوم کر رہا ہے اور نہ دوسرے کو بتا رہا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ان غیر شرعی اور کفریہ معمولات سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز

ماہنامہ
اعلیٰ حضرت
بریلی شریف

زیر سایۂ کرم

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
سجادہ نشین مارہرہ شریف روحانی

ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۶۱ / شمارہ نمبر ۱۱

ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ — Nov
نومبر ۲۰۲۱ء — 2021

مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا قادری "سبحانی میاں" مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج
محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

ترسیل زر ومراسلت کا پتہ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت
۸۴ / سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581-2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHNAMA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil
Lines Bareilly

زر سالانہ ممبر شپ
فی شمارہ:	30/-
زر سالانہ:	300/-
بیرون ملک:	$30 / امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر **"مولانا سبحان رضا خاں"** نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

کلام الامام - امام الکلام

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
بزم ثنائے زلف میں میری عروس فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے
عرش پہ جاکے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آسمان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے
خوف نہ رکھ رضؔا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

فہرست

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

حضور صاحب سجادہ۔ جرأت و بیباکی کا ایک حسین استعارہ

۱۰۳رویں عرس رضوی کے زائرین کی گرفتاری، ان پر عائد مقدمات سے متعلق ضلع انتظامیہ کے ساتھ جرأت و بہادری اور بیباک انداز میں کی گئی گفتگو نیز کامیاب و نتیجہ خیز پیش قدمی کی روداد بیان کرتی ایک مشاہداتی تحریر

اداریہ:- مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

۱۰۳رواں عرس رضوی اور ملکی حالات: سبھی لوگ جانتے ہیں کہ سرزمین عشق و محبت مرکز اہل سنت بریلی شریف میں امام اہل سنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس قادری رضوی کس قدر عظیم الشان انداز میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت پر اور بریلی شریف کے معروف اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں یہ تین روزہ عرس رضوی حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں اور درگاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہما النورانی کے اہتمام و انصرام اور سرپرستی و صدارت میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک سے لاکھوں عقیدتمندان اعلیٰ حضرت والہانہ انداز میں شرکت کرتے ہیں۔ یہ عرس اعلیٰ حضرت اس اعتبار سے بھی اپنی انفرادی خصوصیت و امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں عوام کے ساتھ ملک و بیرون ملک سے بیشمار علمائے اہل سنت، مشائخ کرام، ائمہ، خطبا، طلبہ اور مدرسین و مصنفین شرکت کرتے ہیں۔ اعراس کی دنیا میں عرس اعلیٰ حضرت کو ایک انفرادی خصوصیت حاصل ہے۔ یہ عرس اعلیٰ حضرت اور یہ تقریبات عرس رضوی ایوان باطل میں زلزلہ برپا کرنے کا کام کرتی ہیں۔ عرس اعلیٰ حضرت کی ہیبت سے قصر باطل لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ کئی روز تک سرزمین عشق و محبت بریلی شریف کے محلے، خطے، علاقے، بریلی شریف کی مسجدیں، گلیاں، بازار، ادارے اور گھر و مکان سب عشق رسول اور محبت رسول کی تقدس مآب خوشبوؤں سے معطر اور لالہ زار رہتے ہیں۔ ہر طرف روحانیت کی بہاریں، ہر طرف خانقاہی نظام کے جلوے، ہر جگہ عشق و محبت کی سرفرازیاں، ہر سمت شریعت اسلامیہ کی بالادستی کے نمونے اور ہر گوشہ میں اسلامی ماحول کی برکتیں۔ غرض کہ یہ تین روزہ عرس رضوی اپنے پیچھے بیشمار روحانی وعرفانی جلوے، برکتیں اور سعادتیں چھوڑ جاتا ہے جس کے اثرات پورے سال محسوس کیے جاتے ہیں۔

اِدھر سال گزشتہ سے پوری دنیا کو کورونا کے وبائی مرض نے اپنی چپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کووڈ-۱۹ کی اس وبا نے ہر شعبۂ زندگی کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ پوری دنیا ہی اس سے متاثر ہے۔ سماجی، معاشی، مذہبی، تجارتی، تعلیمی، سیاحی غرض کہ شعبہائے زندگی کی ہر محفل سونی، ہر انجمن ویران، ہر ادارے میں سناٹا۔ دنیا اتنی بے رنگین ہو جائے گی اس کا تو کسی نے کبھی تصور تک نہ کیا تھا۔

اچانک زندگی کا تیز رفتار چلتا پہیا رُک گیا۔ دنیا ٹھہر سی گئی۔ عبادت خانے خالی، دانش کدے ویران، بازاروں میں سناٹا۔ ایک بے کیف سی زندگی جس میں نہ چہل پہل اور نہ بشاشت۔ یہ ایک ایسا ماحول تھا جس سے دنیوی زندگی تو متاثر ہوئی ہی دینی ماحول بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اسلامی بیداری پیدا کرنے میں اہم کردار نبھانے والے مذہبی جلسوں پر روک لگ گئی، عرسوں پر پابندیاں عائد کر دی گئیں، تقریبات کے انعقاد کو بند کر دیا گیا۔ نہ کہیں جلسے ہو رہے تھے اور نہ کہیں اعراس کی محفلیں سج رہی تھیں۔

اسی درمیان اعلیٰ حضرت کے ۱۰۲ رویں عرس رضوی کی تاریخیں قریب آ گئیں۔ ایسے وقت میں جب کہ کہیں بھی جلسہ، پروگرام اور کسی بھی طریقے کی عوامی محفل کے انعقاد پر سخت ترین پابندیاں عائد تھیں مگر یہ اعلیٰ حضرت کا فیضان کرم ہی تھا کہ حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی کی بات کا بھرم رکھتے ہوئے ضلع انتظامیہ نے محدود افراد کے ساتھ ہی سہی مگر اسلامیہ گراؤنڈ میں عرس کے انعقاد کی اجازت دے ہی دی۔ جس کی وجہ سے سال گزشتہ اسلامیہ گراؤنڈ میں تو عرس رضوی محدود افراد کے ساتھ منعقد کرنا پڑا مگر پھر بھی حضور صاحب سجادہ کے تیوروں کو دیکھتے ہوئے خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت پر بیشمار زائرین کے حاضری دینے پر ضلع انتظامیہ اور پولیس نے پابندی لگانے یا زائرین کو حاضری دینے سے روکنے کی ہمت نہ کی۔ اس طرح سال گزشتہ بھی بیشمار افراد نے ایام عرس میں درگاہ اعلیٰ حضرت پر حاضری دے کر بارگاہ اعلیٰ حضرت میں اپنا خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کورونا کی سخت ترین پابندیوں کے مدنظر پورے ہندوستان میں تقریباً ہر درگاہ اور ہر مزار کے دروازے مقفل کر دیئے گئے تھے مگر یہ حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی ہمت اور جرأت مندی ہی تھی کہ آپ نے الحمدللہ! اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک کو بند نہ ہونے دیا بلکہ آستانۂ اعلیٰ حضرت حسب دستور اپنے وقت پر ہی کھلتا رہا اور اپنے وقت ہی پر بند ہوتا رہا۔

حضور صاحب سجادہ کی حکمت عملی: امسال چونکہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۱۰۳ رواں عرس رضوی تھا۔ کووڈ-۱۹ کی پابندیاں بدستور برقرار تھیں۔ عقیدت مند کشمکش میں تھے کہ امسال عرس رضوی دیگر سالوں کی طرح ہوگا یا پھر کووڈ-۱۹ کے ضابطوں کے مطابق محدود افراد کے ساتھ منعقد ہوگا۔ اسی کشمکش کے عالم میں عرس رضوی کی تاریخیں قریب سے قریب تر پہنچ گئیں۔ ضلع انتظامیہ سے مسلسل رابطہ برقرار تھا اور یہ طے ہو چکا تھا کہ امسال عرس رضوی سال گزشتہ کی بنسبت زیادہ افراد کی شمولیت کے ساتھ ہوگا۔ البتہ ضلع انتظامیہ کی یہ کوشش تھی کہ اس بات کا برسرعام اعلان نہ کیا جائے تا کہ باہر سے زیادہ لوگ نہ آسکیں۔ اس سلسلہ میں ان کی دلیل یہ تھی کہ کووڈ گائڈ لائن میں ابھی بھی کسی بھی عوامی تقریب میں صرف ۱۰۰ رلوگوں کو شامل کرنے کی ہی اجازت ہے لیکن یہ معاملہ چونکہ عرس اعلیٰ حضرت کا ہے اور اس کا انعقاد کرنے والے حضرت سبحانی میاں صاحب ہیں۔ اس لیے ضلع انتظامیہ کی کوشش یہ تھی کہ عرس اعلیٰ حضرت کی شان و شوکت بھی برقرار رہے، حضرت سبحانی میاں صاحب کی ناراضگی سے بھی محفوظ رہا جائے اور قانون و حکومت کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ ان مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع انتظامیہ کی کوشش یہ تھی کہ باہر سے لوگ کم سے کم آئیں اور زیادہ لوگوں کو شامل

ہونے سے متعلق کوئی اعلان نہ کیا جائے۔اس کی منصوبہ بندی یہ بھی تھی کہ اگر بنا کسی تشہیر کے بروقت عقیدت مند کثرت کے ساتھ آ بھی جائیں تو انہیں روکا نہ جائے۔اس طرح ضلع انتظامیہ کا رخ سخت بھی نہیں تھا اور فرقہ پرستوں، مسلم دشمن طاقتوں اور ہندو تنظیموں کی دخل اندازی اوران کے نشانہ پر آنے سے بچنے کے لیے ضلع انتظامیہ اس کی تشہیر بھی نہیں چاہتا تھا۔اس لیے عوامی سطح پر یہی رجحان برقرار رہا کہ عرس رضوی اس سال بھی عام حالات میں نہیں ہوگا بلکہ کووڈ گائیڈ لائن کے مطابق ہی ہوگا۔

حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی بالکل مطمئن تھے اور آپ خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت سے لے کر عرس گاہ اسلامیہ گراؤنڈ تک ۱۰۳ویں عرس رضوی کے انعقاد کی تیاریاں بنا کسی تشہیر کے نہایت دانشمندی، دوراندیشی اور حکمت عملی کے ساتھ کرا رہے تھے۔ چونکہ اصل قائد، کامیاب جنرل اور ماہر راعی وہی ہوتا ہے جو اپنی قوم، اپنے لشکریوں اور اپنے ریوڑ کو مشکل ترین حالات سے محفوظ انداز میں نکال کر لے جائے۔

حکومتی آرڈر، دوراندیشی سے عاری غیر ذمہ دارانہ اپیلیں اور عوام کی کشمکش: بہر حال ابھی یہ تیاریاں چل ہی رہیں تھیں کہ عرس سے محض چار روز قبل لکھنؤ حکومت کی جانب سے ایک مبہم اور غیر واضح آرڈر میڈیا اور سوشل میڈیا پر وائرل ہو گیا جس کے مضمون سے لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کووڈ -۱۹ کی ساری پابندیاں ختم ہو گئی ہیں اور دینی و مذہبی پروگراموں پر عائد کی گئیں ساری پابندیاں اب اٹھا لی گئیں ہیں۔اس آرڈر کو بنیاد بنا کر لوگوں نے اپنے اپنے طور پر سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ بریلی شریف میں ہونے والے عرس رضوی میں سب کو شامل ہونے کی اجازت ہے اور کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔بریلی شریف سے بھی اس طرح کے اعلانات نشر کئے جانے لگے۔ان اعلانوں اور اپیلوں کا سوشل میڈیا پر وائرل ہونا تھا کہ دنیائے سنیت کے ہر خطہ سے عقیدت مندان اعلیٰ حضرت کے بڑے پیمانے پر بریلی شریف آنے کی اطلاعات موصول ہونے لگیں۔یہ صورت حال دیکھ کر ضلع انتظامیہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔کیونکہ سرزمین بریلی شریف پر عرس رضوی کے انعقاد کے سلسلہ میں ضلع انتظامیہ کو اپنے طور پر بیشمار تیاریاں کرنا ہوتی ہیں جس کے لیے ضلع انتظامیہ تقریباً ایک مہینہ پہلے سے ہی حرکت میں آ جاتا ہے۔ٹریفک کا نظم و نسق، ٹرینوں اور بسوں کے انتظامات، بڑے پیمانے پر حساس علاقوں کی ناکہ بندی، کئی اضلاع سے اضافی پولیس فورس کا مہیا کرنا، عرس گاہ اسلامیہ گراؤنڈ میں لائٹ، پانی، بجلی، وضوخانے، پیشاب گھر اور بیت الخلاء وغیرہ کا بنایا جانا، زائرین کے قیام کے لیے متعدد گورنمنٹ اسکولوں کا خالی کرایا جانا، زائرین کی آمد و رفت والے راستوں، جگہوں اور علاقوں کی حفاظت کو یقینی بنانا، زائرین کی بسوں اور گاڑیوں کو کھڑا کرنے کے لیے متعدد میدانوں اور خطوں کو خالی کرانا، طبی سہولیات کے انتظامات کرنا غرض کہ ایک دو نہیں بلکہ متعدد ایسے ضروری اقدام ہوتے ہیں جنہیں پورا کرنے کے لیے ضلع انتظامیہ کو مہینہ بھر پہلے ہی سے تگ و دو اور ریہرسل کرنا ہوتی ہے۔ضلع انتظامیہ کی سطح پر ہونے والے انتظامات کے علاوہ لاکھوں زائرین کے قیام و طعام کا انتظام مرکز اہل سنت کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اہل شہر کی طرف سے بھی۔ظاہر سی بات ہے کہ ان لاکھوں زائرین کے قیام و طعام کا انتظام کسی ایک

ادارے یا کسی ایک تنظیم کے ذریعہ نہیں ہوسکتا۔خانقاہ رضویہ کے مہمان خانوں اور لنگر خانے کے علاوہ شہر کے متعدد محلوں ،متعدد گلیوں اور اسلامیہ گراؤنڈ سے متصل متعدد اسکولوں اور جگہوں پر بھی بریلی شریف کے افراد اپنے اپنے طور پر یہ انتظامات کرتے ہیں تب جا کر عرس رضوی میں ملک اور بیرون ملک سے شامل ہونے والے عقیدتمندوں کے قیام وطعام کا انتظام ہو پاتا ہے۔اس کے لیے لنگر کمیٹیاں ،شہر کی تنظیمیں اور انجمنیں کئی مہینے پہلے سے ہی اس کے انتظامات کرتی ہیں، یہ لنگر کمیٹیاں اصحاب خیر سے چندہ اکٹھا کرتی ہیں اور پھر لنگروں کا انتظام ہوتا ہے۔چونکہ کووڈ گائیڈ لائن کی وجہ سے ان تمام لنگر کرنے والے افراد کے ذہن میں یہی تھا کہ امسال بھی لاکھوں میں نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ہی میں عقیدتمند اس ۱۰۳ رویں عرس رضوی میں شامل ہونگے اس لیے انہوں نے دیگر سالوں کی طرح امسال نہ تو چندہ کیا تھا اور نہ ہی لنگروں اور قیامگاہوں کا بڑے پیمانے پر کوئی انتظام ۔اب عرس میں جبکہ دو تین روز ہی بچے تھے ایسے میں پورے ملک سے یا بیرون ملک سے بڑے پیمانے پر لوگوں کو بریلی شریف بلانے کا اعلان کر دیا جاتا تو ان زائرین کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا اس کا اندازہ کوئی بھی دانش مند،عقلمند اور دوراندیش انسان بآسانی لگا سکتا ہے۔

بہر کیف بڑے پیمانے پر عقیدتمندوں کو بریلی شریف بلانے والے ان اعلانات اور پھر سوشل میڈیا پر وائرل کئے گئے ان اپیلوں کی وجہ سے کثیر تعداد میں عقیدتمندوں کے بریلی شریف پہنچنے والی اطلاعات سے ضلع انتظامیہ کے ساتھ دوراندیشی رکھنے والے افراد بھی فکر میں مبتلا ہو گئے۔ایک طرف زائرین عرس رضوی کے سامنے پیش آنے والی ممکنہ مشکلات کی فکر تھی تو دوسری طرف ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شرپسندوں کی طرف سے زائرین کے سامنے کھڑی کی جانے والی شرپسندی کا بھی اندیشہ تھا۔اس وجہ سے ضلع انتظامیہ کے ساتھ شہر کے دوراندیش ذمہ داران بھی فکر وتشویش میں مبتلا تھے۔اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت سید آصف میاں صاحب (داماد حضور صاحب سجادہ وعرس منتظم اسلامیہ گراؤنڈ) نے سوشل میڈیا پر ایک اپیل جاری کی جس کا مضمون یہ تھا:

''اپیل۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تمام عاشقان اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ضلع انتظامیہ نے امسال بھی عرس رضوی کرنے کی پرمیشن کم افراد کو شامل کرنے کی دی ہے اور اسی مخصوص تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع پرشاسن نے انتظامات کئے ہیں۔چونکہ ضلع انتظامیہ کو عرس رضوی کے لیے پورے شہر میں بڑے پیمانے پر متعدد انتظامات کرنا ہوتے ہیں۔مگر اسی درمیان دو روز قبل شادی بیاہ اور پرگراموں سے متعلق پابندیاں ختم کرنے کو لے کر لکھنؤ سے حکومتی سطح پر ایک مبہم اور غیر واضح آرڈر جاری ہوا جو میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ عام ہونے لگا جس سے عام لوگوں میں یہ کشمکش کی صورت پیدا ہوگئی کہ عرس رضوی پہلے کی طرح ہوگا کہ نہیں۔اس سلسلہ میں ملک وبیرون ملک سے مسلسل فون آنے لگے۔ضلع انتظامیہ سے اس نئے آرڈر کی روشنی میں بات کی گئی تو شہر سے متعلق انتظامات کو لے کر اتنے کم وقت میں انہوں نے پہلے کی طرح سہولیات مہیا کرنے سے مجبوری ظاہر کر دی۔اس لیے ان پیچیدہ حالات اور ملکی صورت حال کے پیش نظر بیرونی حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ آپ حضرات کسی قسم کی پریشانی سے دو چار نہ

ہوں۔لہٰذا بہتر اور احوط یہی ہے کہ آپ حضرات عرس رضوی کی تقریبات اپنے اپنے خطہ میں ہی منعقد کریں اور عرس کی تاریخوں میں بریلی شریف تشریف نہ لائیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم سب کی جان مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے۔

عرض گزار: سید محمد آصف میاں (یکم اکتوبر ۲۰۲۱ء)''

حضور صاحب سجادہ کے اقدامات: عقیدتمندوں کو مشکلات سے محفوظ رکھنے اور ان کی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت وصیانت کے پیش نظر یہ ایک نہایت ہی محتاط اور دوراندیشانہ فیصلہ تھا مگر کچھ نادان دوستوں نے سوشل میڈیا کے ذریعہ عقیدتمندان اعلیٰ حضرت میں ایک کشمکش کی صورت پیدا کر دی۔جس کی وجہ سے عرس کے پہلے دن ہی مؤرخہ ۲۳/صفر المظفر ۱۴۴۳ھ/۲/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ ہی کو بڑی تعداد میں زائرین بریلی شریف پہنچ گئے۔اس نئی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے فوری طور پر ضلع انتظامیہ سے حضور صاحب سجادہ کی جانب سے سنجیدگی کے ساتھ بات کی گئی،اس قلیل مدت میں جو کچھ انتظامات سر دست کئے جا سکتے تھے وہ انتظامات بھی کئے گئے۔ضلع انتظامیہ نے حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی بات کا لحاظ کرتے ہوئے یہ یقین دہانی کرا دی کہ جو لوگ بھی آچکے ہیں انہیں درگاہ اعلیٰ حضرت خانقاہ رضویہ اور اسلامیہ گراؤنڈ میں جانے سے نہیں روکا جائے گا۔ہوا بھی یہی۔ضلع انتظامیہ نے اپنا وعدہ نبھاتے ہوئے دو دن کسی بھی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو روکا۔

یہ سوشل میڈیا کا زمانہ ہے۔سوشل میڈیا کے ذریعہ مسلسل یہ خبریں عام ہونے لگیں کہ امسال عرس رضوی میں شرکت کرنے کی مکمل چھوٹ ہے اور کسی کو بھی عرس میں شامل ہونے سے پولیس نہیں روک رہی ہے۔اس خبر کا اثر یہ ہوا کہ مؤرخہ ۲۳/تاریخ کو رسم ''پرچم کشائی''اور ''کل ہند مشاعرۂ نعت ومنقبت'' میں کثیر تعداد کے ساتھ زائرین نے شرکت کی۔اسی طرح مؤرخہ ۲۴/صفر کو دن میں ہونے والے ''عرس ریحان ملت'' اور رات میں ہونے والے ''عرس مفتی اعظم ہند'' میں عقیدتمندان اعلیٰ حضرت کا ایسا اژدہام ہو گیا کہ اسلامیہ گراؤنڈ میں پیر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ کووڈ-۱۹ کے زمانہ کا عرس رضوی ہے۔

حقیقت کا اظہار: حضور صاحب سجادہ مدظلہ سے حسد وجلن رکھنے والے کچھ افراد اسلامیہ گراؤنڈ میں منعقد ہونے والے عرس رضوی کی بے مثال بھیڑ کے جمع ہونے پر یہ کہتے ہیں کہ:

''یہاں تو زائرین کتابوں کے بازار کی وجہ سے آتے ہیں۔اگر یہاں کتابوں کا میلہ نہ لگے تو اتنی بڑی تعداد میں زائرین اسلامیہ گراؤنڈ میں جمع نہیں ہوں گے''۔

مگر ان حاسدین کو امسال اسلامیہ گراؤنڈ میں جمع ہونے والے اعلیٰ حضرت کے عقیدتمندوں کے عظیم الشان مجمع نے خود ہی جواب دے دیا۔کیونکہ امسال یہاں نہ تو کتابوں کا بازار لگا تھا اور نہ ہی کسی اور شی کی کوئی دوکان۔پورے اسلامیہ گراؤنڈ میں دوکان تو چھوڑیئے ایک خونچہ،پھڑ یا کوئی ٹھیلا وغیرہ بھی نہ لگا تھا۔پھر بھی پورا میدان بھرا پڑا تھا۔لاکھوں لوگ اسلامیہ گراؤنڈ میں جمع ہو کر ''عرس اعلیٰ حضرت'' کی تقریبات میں حصہ لے رہے تھے۔

ضلع انتظامیہ کا غیر ذمہ دارانہ اقدام اور حضور صاحب سجادہ کی حکمت عملی: بہر حال عرس کے دو دن نہایت

ہی خوبصورتی کے ساتھ گزر گئے۔ زائرین عرس گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی بنا کسی رکاوٹ کے درگاہ شریف پر حاضری بھی دے رہے تھے اور عرس کی تقریبات میں حصہ بھی لے رہے تھے۔ اِدھر ضلع انتظامیہ نے ان دو دنوں جمع ہونے والی بھیڑ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگا لیا کہ عرس کے آخری دن قل شریف کی تقریب میں بیشمار اور لاکھوں کی تعداد میں عقیدتمند سرزمین بریلی شریف پر جمع ہو جائیں گے۔ حالانکہ جس طرح ضلع انتظامیہ نے دو دن کوئی روک نہ لگائی اور بنا کسی دقت و پریشانی کے بحسن وخوبی ان دو دنوں کی تقریبات عرس انجام پذیر ہوئیں اسی طرح اگر ضلع انتظامیہ عرس کے آخری دن بھی کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کرتا تو چند گھنٹوں ہی میں عرس اعلیٰ حضرت کی یہ آخری تقریب بھی بحسن وخوبی تکمیل کے مراحل طے کر لیتی اور کہیں بھی کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش نہ آتا۔ زائرین بھی مطمئن تھے اور ذمہ داران بھی پُرسکون تھے کہ جب عرس کے ابتدائی دو دنوں میں ضلع انتظامیہ نے کوئی رکاوٹ نہ کھڑی کی تو عرس کی آخری تقریب میں بھی کوئی روک ٹوک نہ ہوگی چنانچہ مؤرخہ ۲۵ رصفر المظفر /۴راکتوبر بروز پیر نہایت ہی جوش وخروش کے ساتھ عرس گاہ اسلامیہ گراؤنڈ میں عرس اعلیٰ حضرت کی آخری تقریب کا آغاز بعد نماز فجر ہوگیا۔ زائرین عرس رضوی آہستہ آہستہ اسلامیہ گراؤنڈ میں جمع ہو کر عرس رضوی کے منبر سے نشر ہونے والے پیغامات کو سن رہے تھے۔ کثیر تعداد میں عقیدتمند اسلامیہ گراؤنڈ میں جمع ہو چکے تھے اور زائرین کے آنے کا سلسلہ برابر جاری تھا کہ اچانک نہ جانے ایسا کیا ہوا اور ایسا کونسا آرڈر ضلع انتظامیہ کو موصول ہوا کہ اس نے شہر میں جگہ جگہ بیریر لگا کر اور ناکہ بندی کر کے زائرین کو شہر کے نہایت ہی حساس اور نازک خطوں اور چوراہوں پر روکنا شروع کر دیا۔ اس کے پیچھے کیا مقصد پنہا تھا یا کونسا مذموم منصوبہ تھا یہ تو پتہ نہ چل سکا لیکن ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے اتنا اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ یہ اقدام کسی آنے والے بدترین طوفان کا پیش خیمہ ہی تھا۔ زائرین کو روکنے کے پیچھے کس کا شیطانی منصوبہ کارفرما تھا اگرچہ یہ چہرہ بے نقاب نہ ہو سکا مگر اعلیٰ حضرت کے عقیدتمندوں اور مرکز اہل سنت کے ذمہ داران خاص کر حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی حکمت عملی، دور اندیشی اور ان کے صبر وتحمل نے بروقت اس ہلاکت خیز طوفان کی زد میں آنے سے نہ صرف یہ کہ زائرین کو بچا لیا بلکہ پورے شہر اور پورے ضلع ہی کو محفوظ کر دیا۔

پولیس فورس کے ذریعہ زائرین کو جگہ جگہ روکے جانے کی اطلاعات عرس رضوی کے منبر پر بھی پہنچ رہی تھیں اور حضور صاحب سجادہ کے پاس بھی پہنچ رہی تھیں۔ ایک کشمکش کی صورت حال پیدا ہو چکی تھی۔ ایک طرف عقیدتمندوں کا عظیم الشان سیلاب تھا جو اعلیٰ حضرت کی عقیدت میں سرشار ہو کر اپنے روکے جانے پر چراغ پا تھا تو دوسری طرف ملکی حالات اور حکومت کا موجودہ رویہ تھا۔ ایسے میں حضور صاحب سجادہ نہایت ہی مضطرب تھے اور اس بات کی فکر تھی کہ کہیں زائرین جذبات کے سیلاب میں بہہ کر بے قابو نہ ہو جائیں۔ آپ کو فکر تھی تو صرف اس بات کی کہ اعلیٰ حضرت کے ان عقیدتمندوں کی جان مال اور عزت وآبرو سے کہیں کھلواڑ نہ ہو جائے۔ اس لیے عرس رضوی کے منبر سے راقم الحروف برابر یہ اعلان کر رہا تھا کہ:

”جو حضرات جہاں جہاں روکے گئے ہیں وہیں نہایت صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے رک جائیں یا قریب کی مسجدوں اور مسلم محلوں میں چلے جائیں۔ ضلع انتظامیہ سے گفتگو ہو رہی ہے۔ بہت جلد یہ

سارے بیریر اور یہ ساری ناکہ بندی ختم ہو جائے گی''۔

اپیل اور اعلان کے ساتھ تحریک تحفظ سنیت اور رضا کاران عرس رضوی بھی ان بیریروں پر چلے گئے اور عقیدتمندوں کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔

پولیس اور زائرین کا تصادم: پولیس نے مؤرخہ ۲۵؍صفر کو عرس کے آخری دن تقریباً صبح ۱۰؍بجے سے یہ بیریکیٹنگ اور ناکہ بندی کرنا شروع کی تھی۔ زائرین آستانۂ رضویہ اور عرس گاہ اسلامیہ گراؤنڈ پہنچنے کے لیے بیتاب تھے، مضطرب تھے اور دھوپ میں ان بیریروں پر نہایت صبر وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں نہ کھانے کی پرواہ تھی اور نہ اپنے بھوکے پیاسے رہنے کی۔ وہ صرف اتنا چاہتے تھے کہ ۲؍بجکر ۳۸؍منٹ پر ہونے والے اعلیٰ حضرت کے قل شریف میں شرکت کرنے کی انہیں اجازت مل جائے۔ اسی کشمکش میں دوپہر کے تقریباً ساڑھے بارہ بج گئے۔ مقامی سطح سے لے کر لکھنؤ تک یوپی پولیس کے اعلیٰ حکام سے فوری طور پر رابطے کئے گئے۔ حضور صاحب سجادہ مدظلہ نے دیگر حکام کے ساتھ خود ڈائرکٹر جنرل آف پولیس (ڈی جی پی) سے بھی بات کر کے پولیس کے اس غیر ذمہ دارانہ اور بے تکے اقدام پر نہایت ہی جرأت مندی کے ساتھ اپنی سخت ترین ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ڈی جی پی نے نہایت تحمل کے ساتھ حضور صاحب سجادہ کی بات سنی اور فوری طور پر مناسب اقدام کی یقین دہانی کرائی۔

اِدھر ابھی یہ سب گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اچانک شہامت گنج چوراہے پر پولیس نے بیریر لگا کر جن زائرین کو روکا تھا ان میں اور پولیس میں زبردست تصادم ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کر دیا اور پولیس دعوے کے مطابق زائرین نے بھی پتھر بازی شروع کر دی۔ حالانکہ اطلاعات یہ ہیں کہ یہ پتھر بازی زائرین نے نہیں کی تھی بلکہ زائرین کی بھیڑ میں کچھ ایسے شر پسند افراد داخل ہو کر یہ پتھر بازی کر رہے تھے جو شہر کو فساد کی آگ میں جھونکنا چاہتے تھے، عرس اعلیٰ حضرت کو بدنام کرنا چاہتے تھے اور پولیس کے ذریعہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا چاہتے تھے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ شہامت گنج کے جس چوراہے پر یہ تصادم ہوا ہے وہ علاقہ بہت ہی حساس خطہ ہے۔ یہاں ایک طرف ''سیلانی'' اور پرانے شہر کی مسلم بستیاں ہیں تو دوسری طرف کٹر پنتھی اور شر پسند ہندوؤں کا ''کالی باڑی'' نامی علاقہ ہے۔ ایسے حساس خطہ میں ہونے والے اس تصادم کی خبر آناً فاناً میں سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلنا شروع ہو گئی جس کی وجہ سے نہایت ہی تشویشناک صورت حال پیدا ہو گئی۔ مگر یہ اللہ کا فضل واحسان کہ اس تصادم نے کوئی ہلاکت خیز صورت حال اختیار نہ کی اور زائرین کے صبر و تحمل، دور اندیشی اور حضور صاحب سجادہ کی بروقت ضلع انتظامیہ سے سخت کلامی کی وجہ سے بریلی شہر آگ کے شعلوں میں جھلسنے سے بچ گیا۔

اسلامیہ گراؤنڈ میں حضور صاحب سجادہ کی آمد اور بیریروں کا ہٹایا جانا: دوپہر کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا۔ اعلیٰ حضرت کے قل شریف کا وقت قریب سے قریب ہوتا جا رہا تھا کہ اسی درمیان حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی اپنے لخت جگر درگاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین حضرت علامہ مفتی محمد احسن رضا قادری کے ساتھ اسلامیہ گراؤنڈ پہنچتے ہیں۔ راقم الحروف نے فوری طور پر حضور صاحب سجادہ سے سرگوشی میں اجازت حاصل کی کہ ہم چند افراد جا کر

اسلامیہ گراؤنڈ سے متصل جو پولیس نے بیریر لگائے ہیں انہیں کھلوانے کی اور زائرین کو اسلامیہ گراؤنڈ تک لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت نے اجازت مرحمت فرمادی۔ راقم الحروف تحریک تحفظ سنیت کے عہدیداران وممبران خاص کر شاہد خاں نوری، پرویز خاں نوری، حاجی جاوید خاں، اورنگزیب خاں نوری، طاہر علوی اور کئی افراد کے ساتھ بہاری پور پولیس چوکی سے متصل پولیس بیریر پر پہنچتا ہے۔ ہم سب لوگوں نے مل کر اعلیٰ حکام سے بات کی۔ زائرین کا ٹھاٹے مارتا سمندر بیریر کی دوسری جانب تھا تو اس جانب مسلح پولیس کے دستے تھے۔ زائرین نعرے بازی کررہے تھے۔ صورت حال نہایت سنگین تھی۔ ایسے میں پرویز خاں نوری صاحب نے اے ڈی ایم سٹی، ایس پی سٹی اور پولیس کے اعلیٰ حکام سے نہایت تلخ انداز میں بات کی۔ ٹی ٹی ایس کے اجمل نوری بھی یہاں پر موجود تھے۔ ہم لوگوں نے حضور صاحب سجادہ کی ناراضگی سے پولیس کے اعلیٰ حکام کو آگاہ کیا اور انہیں یہ بتایا کہ اگر حضور صاحب سجادہ بنفس نفیس ان بیریروں پر آگئے تو جو صورت حال پیدا ہوگی اس کے ذمہ دار خود آپ لوگ ہوں گے۔ اسی درمیان لکھنؤ سے ضلع حکام تک وائرلیس کے ذریعہ ایک پیغام آیا۔ پولیس نے فوری طور پر بیریروں کو ہٹانا شروع کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے زائرین امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح اسلامیہ گراؤنڈ میں داخل ہوگئے۔ پورا اسلامیہ گراؤنڈ بھر گیا اور روڈوں تک پر کھڑے ہونے کی جگہ باقی نہ رہی۔ دو بجکر اڑتیس منٹ پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قل شریف ہوا اور نہایت ہی تزک احتشام کے ساتھ عرس رضوی اختتام پذیر ہوگیا۔ بخیر وعافیت ۱۰۳ رویں عرس رضوی کی تکمیل پر ہم سب لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ تمام زائرین اپنے اپنے علاقوں کے لیے روانہ ہوگئے۔

شہامت گنج تصادم میں گرفتاری اور مقدمات: مؤرخہ ۵/ اکتوبر بروز منگل صبح میں تقریباً ۱۰ /بجے راقم الحروف کو اچانک یہ اطلاع ملی کہ کل شہامت گنج میں زائرین اور پولیس کے درمیان جو تصادم ہوا تھا اس میں پرانے شہر کے رہنے والے مولانا دانش نامی ایک نوجوان عالم دین جو جامعہ تحسینیہ کے مدرس بھی ہیں انہیں پولیس نے گرفتار کرلیا ہے اور کچھ ہی دیر میں ان کا چالان ہونے والا ہے۔ یہ سنتے ہی راقم الحروف نے حاجی جاوید صاحب، حضرت سید آصف میاں صاحب اور پرویز خاں نوری صاحب سے رابطہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت سید آصف میاں صاحب، پرویز خاں نوری صاحب، اورنگزیب خاں نوری صاحب اور طاہر علوی صاحب ہم سارے لوگ منظر اسلام کے آفس میں جمع ہوگئے۔ اسی درمیان یہ بھی اطلاع ملی کہ تھانہ بارہ دری میں مولانا دانش صاحب کے ساتھ ۷/ نامزد اور تقریباً پانچ چھ سو نامعلوم افراد کے خلاف پتھر بازی، پولیس سے تصادم، فساد برپا کرنے، گورنمنٹی املاک کو نقصان پہنچانے سے متعلق بھاری بھرکم اور خطرناک دفعات میں پولیس نے مقدمہ درج کردیا ہے۔ یہ صورت حال ہم سب کے لیے نہایت تشویشناک تھی۔ حضرت سید آصف میاں صاحب نے مولانا دانش صاحب کی رہائی کے لیے پولیس کپتان بریلی سے فون پر بات کی۔ انہوں نے مناسب کاروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی مگر تھوڑی ہی دیر بعد یہ اطلاع ملی کہ مولانا دانش صاحب کو مجسٹریٹ کورٹ میں پیش کرکے انہیں ۱۴/ دن کی پولیس حراست میں ضلع جیل بریلی بھیج دیا گیا ہے۔

حضرت احسن میاں صاحب کا سخت ترین بیان: تھوڑی ہی دیر میں یہ ساری خبریں اخبار، میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ نشر ہونا شروع ہوگئیں۔ پرانے شہر سے عقیدتمندوں کے فون آنا شروع ہوگئے۔ بڑے پیمانے پر گرفتاریوں اور مقدمات میں الجھنے کا خوف ہر چہرے پر صاف دکھائی دینے لگا۔ خوف و دہشت کا ماحول پیدا ہو گیا۔ لوگوں نے خوف کے مارے اپنے گھروں میں تالے لگا کر روپوش ہونا شروع کر دیا۔ وفد کے وفد درگاہ اعلیٰ حضرت پہنچ کر فریاد کرنے لگے۔ تقریباً دو پہر کے دو بجے ہم سب لوگوں نے درگاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین حضرت احسن میاں صاحب سے ملاقات کر کے ان تمام حالات سے انہیں باخبر کیا۔ یہ سارے حالات جان کر حضرت احسن میاں صاحب نے فرمایا کہ فوری طور پر میری طرف سے ایک بیان میڈیا کے لیے جاری کریں۔ مؤرخہ ۵/اکتوبر تقریباً شام کے چار بجے حضرت علامہ احسن رضا خاں صاحب کی طرف سے میڈیا کو ایک تحریری بیان جاری کیا گیا جس کی سرخیاں یہ تھیں:

''عرس رضوی کے زائرین پر ظلم کرنے والی پولیس فورس پر کاروائی کریں اعلیٰ حکام''۔

''جگہ جگہ بیریر لگا کر زائرین کا استحصال کر کے بریلی شہر کو فساد کی آگ میں جھونکنے کی ناکام کوشش کی ہے ضلع پرشاسن نے۔''

''مقدمے قائم کر کے اگر زائرین کا استحصال کیا گیا تو ضلع انتظامیہ کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاج کرنے پر بھی غور کیا جائے گا۔''

''سی او اور شہامت گنج پولیس چوکی انچارج کے خلاف ہو شہر بریلی میں فساد برپا کرنے کی کاروائی۔''

ان سرخیوں کے ساتھ میڈیا نے اہتمام کے ساتھ جلی انداز میں جو خبریں شائع کیں ان کا مضمون اس طرح تھا:

''کل عرس رضوی میں شریک ہونے آرہے عقیدتمندوں کے ساتھ پولیس فورس نے جو ظالمانہ انداز میں غیر انسانی اور توہین آمیز سلوک کیا، ان پر لاٹھی چارج کی، انہیں اکسایا اور پھر انہیں کے خلاف مقدمہ کر کے انہیں جیل بھیجنے اور ان کے گھروں پر چھاپہ مار کر انہیں خوفزدہ کرنے کی پولیس کاروائی سے ناراض مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین حضرت مفتی احسن میاں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شہامت گنج میں عرس کے دن پولیس فورس نے امن پسند شہریوں اور بھولے بھالے زائرین کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا اس کی مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے سخت الفاظ میں مذمت کی جاتی ہے۔ حضرت مفتی احسن میاں صاحب نے بتایا کہ اس سال بھی عرس رضوی میں کم تعداد میں ہی لوگوں کو شامل کرنے کی اجازت دی تھی اور اسی وجہ سے ہم نے اپنے پوسٹر کے ذریعہ عقیدتمندوں کو یہی پیغام دیا تھا کہ وہ بریلی شریف نہ آکر اپنے گھروں اور علاقوں ہی میں قل شریف کر لیں۔ سب نے یہ بات مان بھی لی تھی مگر اسی دوران عرس سے دو چار دن پہلے شادی بیاہ اور دیگر پروگراموں سے متعلق پابندیاں ختم کرنے کو لے کر لکھنؤ سے حکومت کے ذریعہ ایک سرکولر جاری کیا گیا جو میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلنا شروع ہوگیا جس سے عام لوگوں میں یہ پیغام چلا گیا کہ عرس رضوی پہلے ہی کی طرح ہوگا۔ پھر اسی درمیان کچھ غیر ذمہ دار لوگوں کے یہ بیانات بھی سوشل میڈیا پر جاری ہوگئے کہ عرس میں آنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ نیز عرس رضوی کے ابتدائی دو دنوں میں بھی ضلع انتظامیہ نے زائرین کے عرس میں

شرکت کرنے پر کوئی روک تھام نہیں کی جس کی وجہ سے بریلی اور بریلی شریف کے آس پاس کے علاقوں میں رہنے والے اعلیٰ حضرت کے چاہنے والوں کو یہ یقین ہوگیا کہ عرس میں شامل ہونے کی اس بار عام اجازت ہے۔اس طرح ضلع انتظامیہ کی لچیلی ،گول مول اور غیر ذمہ دارانہ منصوبہ بندی کی وجہ سے عقیدت مند آخری دن عرس گاہ اسلامیہ گراؤنڈ کی طرف امنڈ پڑے۔اس میں ان آنے والوں کا کوئی قصور نہیں۔قصور ہے تو ضلع انتظامیہ کا کہ جس نے عرس کے ابتدائی دو دنوں میں تو خاموشی اختیار کر رکھی پھر اچانک ایسا کیا ہوا کہ ضلع انتظامیہ نے آناً فاناً میں خفیہ طریقہ سے پورے شہر کی ناکہ بندی کر دی اور ہر جگہ بیریر لگا کر انہیں روک دیا گیا حالانکہ عرس گاہ اسلامیہ میدان میں کافی وسعت تھی۔اگر زائرین کو اسلامیہ میدان آنے دیا جاتا تو اس طرح کے حالات پیدا نہ ہوتے۔زائرین کو سخت گرمی میں بھوکا پیاسا دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔عام زائرین کے ساتھ ائمہ مساجد اور علمائے کرام کے ساتھ بھی کہیں کہیں بدسلوکی کی گئی۔غیر معیاری زبان کا ستعمال کیا گیا اور اس سے بھی جب جی نہ بھرا تو سی او تھرڈ بریلی اور شہامت گنج پولیس چوکی انچارج نے ان بھوکے پیاسے سیدھے سادھے عقیدتمندوں پر لاٹھی چارج کر کے پورے شہر کو آگ میں جھونکنے اور اس کا ٹھیکرا اعلیٰ حضرت کے عقیدتمندوں کے سر پھوڑنے کا ناپاک کام کیا ہے۔نیز یہ بات بھی قابل جانچ اور قابل تفتیش ہے کہ سی او بریلی کہیں وہابی افکار ونظریات کا حامی شخص تو نہیں جس نے اعلیٰ حضرت کے عرس کو بدنام کرنے کے لیے یہ سازش رچی ہو۔اس لیے جن پر مقدمات ہوئے ہیں یا جن کو گرفتار کیا گیا ہے اگر ان کا استحصال کیا گیا یا ان کے اوپر عائد کردہ مقدمات واپس نہ لیے گئے تو اعلیٰ حضرت کے عقیدتمند ملک گیر سطح پر جیل بھرو تحریک چلائیں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ملک گیر احتجاج بھی کریں گے۔''

(مؤرخہ ۶؍اکتوبر کے دینک جاگرن، امراجالا، ہندوستان، امرت وچار وغیرہ اخبارات سے ماخوذ)

حضور صاحب سجادہ کی جرأت مندانہ گفتگو: حضرت احسن میاں صاحب کا یہ بیان میڈیا پر آنا تھا کہ ضلع انتظامیہ میں ایک کھلبلی سی مچ گئی۔پولیس کے اعلیٰ حکام ذمہ داران سے رابطہ کر کے کوئی راستہ نکالنے اور ملک گیر سطح پر احتجاج نہ کرنے کی گزارش کرنے لگے مگر یہاں سے صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ مولانا دانش کو رہا کیا جائے اور مقدمات فوری طور پر واپس لئے جائیں۔اسی تگ و دو اور گفت وشنید میں رات کے تقریباً ۱۰ بج گئے۔ہم لوگ حضرت احسن میاں صاحب کی نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تبھی حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب کا راقم الحروف کے پاس فون آتا ہے۔ہم سب لوگ اٹھ کر حضرت کی نشست گاہ میں پہنچ گئے۔ابھی ہم مولانا دانش کی گرفتاری اور پرانے شہر کے عقیدتمندوں سے متعلق مقدمات کی باتیں حضرت کو بتا ہی رہے تھے کہ پرانے شہر کے بہت سے افراد نشست گاہ میں داخل ہوگئے۔سب کے چہروں پر خوف و ہراس کے آثار بالکل ظاہر تھے۔حضرت نے ان کی اس حالت کو دیکھ کر برملا ارشاد فرمایا کہ:

''آپ لوگوں کو خوفزدہ ہونے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اگر آپ گرفتار ہوئے تو میں سب سے پہلے اپنی گرفتاری دوں گا۔آپ لوگ نہیں بلکہ آپ کے بدلے میں جیل جاؤں گا۔''

پھر مزید جاہ وجلال کے عالم میں ارشاد فرمایا کہ:

''اگر مولانا دانش کو رہا نہیں کیا گیا اور پانچ چھ سو نامعلوم افراد کے خلاف کئے گئے مقدمات واپس نہیں لیے گئے تو سبحان رضا خود گرفتاری دیگا۔''

یہ ارشاد فرما کر راقم الحروف کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ:

''مفتی صاحب! فوراً میری طرف سے یہ بیان اخبارات اور میڈیا میں بھیج دو''۔

اس کے ساتھ ہی حاجی جاوید صاحب سے فرمایا کہ پولیس کپتان کو فون لگا کر ابھی بات کرو۔ حاجی جاوید صاحب نے پولیس کپتان بریلی کو فون لگایا، فون ریسیو بھی ہو گیا مگر انداز بیان نہایت روکھا تھا۔ حاجی جاوید صاحب نے فون راقم الحروف کی طرف بڑھا دیا مگر اب بھی انداز میں کوئی خاص تبدیلی نہیں تھی تب نہایت ہی غضبناک انداز میں حضور صاحب سجادہ نے راقم الحروف سے فون لے کر نہایت ہی سخت انداز میں بے باکی اور جرأت مندی کے ساتھ کافی بلند آواز میں یہ گفتگو فرمائی:

سبحانی میاں: ہیلو۔ جی جناب! آداب۔ میں سبحانی میاں بول رہا ہوں۔

پولیس کپتان: جی بتایئے کیسے ہیں؟

سبحانی میاں: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

سبحانی میاں: ایسا ہے پرشاسن کی گائیڈ لائن کے مطابق میدان کی چھمتا (وسعت) کے حساب سے پبلک رہے گی۔ سمجھے!

پولیس کپتان: لیکن (پولیس کپتان نے بیچ میں کچھ کہنا چاہا حضرت نے ان کی بات کاٹ دی اور غصہ میں کہا کہ)

سبحانی میاں: میدان میں پبلک کو جانے کیوں نہیں دیا؟ آپ نے تو خود ہی ماحول بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ ایس ایس پی صاحب!

پولیس کپتان: ایسا ہے (حضرت نے پھر بات کاٹتے ہوئے اور مزید تلخ اور بلند آواز میں فرمایا کہ)

سبحانی میاں: اگر آپ نے ہمارے آدمیوں کو نہیں چھوڑا اور جو نامعلوم افراد کے خلاف مقدمات کئے ہیں یا جس کو پکڑ لیا ہے انہیں چھوڑ دو۔ میں آرہا ہوں۔ مجھے گرفتار کر لو مگر میرے آدمیوں کو چھوڑ دو فوراً۔

پولیس کپتان: ہم نے کسی کو نہیں پکڑا۔

سبحانی میاں: آپ نے پکڑا ہے۔ (پھر نہایت بلند آواز سے زور دیکر فرمایا) آپ نے مولانا دانش کو پکڑا ہے۔ آپ نے ایک کو جیل بھیج دیا ہے۔ اگر پکڑا ہے تو فوراً چھوڑ دیجئے اور مجھے گرفتار کر لیجئے۔ میں ذلت کی زندگی بہت جی چکا۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے سب آدمی باہر ہوں گے اور میں اندر جاؤں گا۔ (اتنا کہہ کر آپ نے فون کاٹ دیا)

پولیس کپتان سے یہ گفتگو کرنے کے بعد آپ نے مولانا دانش کے عزیز و اقارب اور پرانے شہر کے خوفزدہ افراد سے کہا کہ:

''آپ لوگ آرام سے گھر جائیں۔ آپ کا کوئی کچھ نہ کر سکے گا۔ آپ گرفتار نہیں ہوں گے۔ اگر گرفتاری ہوئی بھی تو سب سے پہلے میری ہوگی''۔

یہ سن کر پرانے شہر کے عقیدتمندوں کے چہروں سے خوف و ہراس کے اثرات ختم ہوئے۔ انہوں نے چین کا سانس لیا۔ مطمئن انداز میں آستانہ شریف پر فاتحہ پڑھ کر سارے لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

حضور صاحب سجادہ کی تلخ کلامی کے اثرات:

دوسرے دن ہی اعلیٰ حکام نے حضور صاحب سجادہ مدظلہ کو منانے اور

ان کے غصہ کو کم کرنے کے لیے اپنی طرف سے ثالث کی حیثیت سے سی او سیکنڈ اور شہر کوتوال کو حضرت کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اعلیٰ حکام کی طرف سے کافی صفائیاں پیش کیں مگر حضرت اپنے مطالبات پر قائم رہے اور واضح انداز میں فرمایا کہ:

''جب تک مولانا دانش کی رہائی نہیں ہو جاتی اور مقدمات واپس نہیں لیئے جاتے تب تک کوئی بات نہیں ہوگی''۔

حضور صاحب سجادہ کے چھ مطالبات: اس کے ساتھ ہی حضرت کی طرف سے چھ مطالبات تحریری طور پر ان کو سونپے گئے جو اس طرح ہیں:

(۱) شہامت گنج وبال کی کسی ریٹائرڈ جج کے ذریعہ غیر جانبدارانہ اور اعلیٰ سطحی جانچ کرائی جائے۔

(۲) شہامت گنج وبال نیز زائرین پر لاٹھی چارج کے ذمہ دار پولیس جوانوں پر سخت کاروائی کی جائے۔

(۳) سی او تھرڈ، بارہ دری پولیس انسپیکٹر اور شہامت گنج پولیس چوکی انچارج کو فوری طور پر معطل کر کے لائن حاضر کیا جائے اور سی او تھرڈ کے غیر اخلاقی اقدام کی اعلیٰ سطح پر جانچ کرائی جائے۔

(۴) زائرین کو روکنے کے لیے جو بیریر لگائے گئے وہ کس جی او اور کس کے حکم پر لگائے گئے اس کی بھی غیر جانبدارانہ جانچ کرائی جائے۔

(۵) جن پر نامزد یا نامعلوم افراد کے طور پر مقدمات ہوئے ہیں وہ فوری طور پر واپس لیئے جائیں۔

(۶) مولانا دانش پر بھاری بھرکم دفعات کے تحت مقدمہ قائم کر کے انہیں جو جیل بھیجا گیا ہے ان کی رہائی کا فوراً بندوبست کیا جائے اور انہیں مقدمہ سے بری کیا جائے۔

یہ مطالبات پڑھ اور سن کر سی او اور کوتوال نے یقین دہانی کرائی کہ ان پر جلد ہی عمل درآمد کرانے کی پوری کوشش کی جائے گی اور کہا کہ ہمیں کچھ وقت دیجئے۔ حضرت کی طرف سے جمعہ تک کا وقت دے دیا گیا۔ یہ بات نہ جانے کیسے میڈیا تک پہنچ گئی اور مؤرخہ ۷/اکتوبر کے سارے اخباروں نے یہ سرخیاں لگائیں کہ:

(۱) درگاہ اعلیٰ حضرت کے سربراہ سبحانی میاں نے بارہ دری معاملہ میں اعلیٰ حکام سے بات کر جتائی کڑی ناراضگی۔

(۲) جمعہ تک خاطی پولیس فورس پر کاروائی اور عقیدتمندوں پر درج ہوئے مقدمے واپس نہیں لئے گئے تو آگے کا طے کریں گے لائحہ عمل۔

(۳) زائرین پر ظلم ڈھانے والے سی او اور چوکی انچارج پر ہو کاروائی۔

(۴) زائرین کے خلاف کئے گئے مقدمے کو لے کر گھما سان۔

ان سرخیوں کے ساتھ ہی اخبارات نے جو بیان لگائے ان کا مضمون اس طرح تھا:

''مرکز اہل سنت درگاہ اعلیٰ حضرت کے سربراہ حضرت سبحانی میاں صاحب اور سجادہ نشین حضرت احسن میاں صاحب نے آج اعلیٰ حکام کو اپنے چھ مطالبات بھیج کر جمعہ یعنی ۸/اکتوبر تک کا وقت دیا ہے اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا ہے کہ ۸/اکتوبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ علمائے کرام کی ایک میٹنگ کی جائے گی اور اس میں یہ طے کیا جائے گا کہ اگر ضلع انتظامیہ نے مرکز اہل سنت کے مطالبات کو تسلیم نہیں کیا تو پورے ملک میں جیل بھرو آندولن اور ملک گیر احتجاجات کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔'' (ہندی اخبارات)

اس کے ساتھ ہی مؤرخہ ۷/اکتوبر کو ایک اعلان جاری کیا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ:

''مولانا دانش صاحب کی رہائی، عرس کے پانچ چھ سو زائرین کے خلاف درج مقدمات واپس لینے اور خاطی پولیس آفیسران کے خلاف کاروائی کے مطالبہ پر گرفتاری سے متعلق عملی جامہ پہنانے کو لے کر ایک مشاورتی اجلاس کل بعد نماز جمعہ درگاہ اعلیٰ حضرت کے سربراہ حضرت سبحانی میاں صاحب اور سجادہ نشین حضرت مفتی احسن میاں صاحب کے یہاں مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف پر رکھا گیا ہے۔ بریلی شریف اور اطراف کے علما اور ائمہ جمعہ میں اعلان بھی کردیں اور سارے علماء اور ائمہ نماز سے فارغ ہوکر درگاہ اعلیٰ حضرت پہنچے۔'' (سوشل میڈیا پر اعلان)

ضلع انتظامیہ کی طرف سے مطالبات کا تسلیم کیا جانا:

میڈیا اور سوشل میڈیا پر یہ بیانات مشتہر ہونا شروع ہوگئے کہ جمعہ کے روز حضرت سبحانی میاں صاحب اور حضرت احسن میاں صاحب بیشمار علماء اور ائمہ مساجد کے ساتھ گرفتاریاں دیں گے۔ اس طرح کے بیانات کا سلسلہ تیزی کے ساتھ سوشل میڈیا پر شروع ہوگیا۔ جگہ جگہ سے لوگوں نے بھی گرفتاریاں دینے کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔ اہل سنت کے متعدد اداروں، مساجد، تنظیموں اور تحریکوں کی طرف سے تائیدی بیانات آنا شروع ہو گئے جس کی وجہ سے ضلع انتظامیہ کے ساتھ ایوان حکومت میں بھی ایک ہلچل سی مچ گئی۔ اعلیٰ حکام حضور صاحب سجادہ کے ارد گرد رہنے والے افراد سے رابطہ کرکے یہ گزارش کرنے لگے کہ حضرت کو گرفتاری دینے سے روکئے۔ جمعہ کے دن ہونے والی میٹنگ کو ملتوی کرا دیجئے۔ لیکن حضرت نے اس سلسلہ میں بہت سخت رخ اپنائے رکھا اور کسی بھی طرح سے اپنے فیصلہ میں لچک نہ آنے دی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ مؤرخہ ۷/اکتوبر کو شام ۷/بجے ڈی ایم بریلی اور پولیس کپتان بریلی کی طرف سے یہ پیغام بھیجا گیا کہ اعلیٰ حکام حضور صاحب سجادہ کے نمائندوں سے براہ راست بات کرکے کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔

مرکز کے نمائندوں سے اعلیٰ حکام کی گفتگو: حضور صاحب سجادہ کی طرف سے اس سلسلہ میں راقم الحروف، حاجی جاوید خاں، پرویز خاں نوری، شاہد خاں نوری، اورنگزیب خاں نوری اور طاہر علوی پولیس کپتان کے ساتھ میٹنگ کرنے پہنچے۔ تقریباً آدھا گھنٹے کی گرما گرم گفت وشنید کے بعد یہ طے پایا کہ:

☆کل مولانا دانش کی ضمانت عرضی کورٹ میں داخل کی جائے گی۔

☆پولیس کے ذریعہ درج کی گئی ایف آئی آر میں بھاری بھرکم دفعات کو ختم کرکے ضمانت کا راستہ صاف کردیا جائے گا۔

☆نا معلوم افراد سے مقدمات ۱۴/دن کے اندر پولیس تفتیش کے ذریعہ ختم کردیئے جائیں گے۔

☆اس کے ساتھ ہی شہامت گنج پولیس چوکی انچارج کو فوری طور پر چوکی سے ہٹانے کا آرڈر بھی انہوں نے ہم لوگوں کے سامنے ہی جاری کردیا۔

☆اس حادثہ کی غیر جانبدارانہ جانچ کے لیے سی او سکینڈ کو بھی انہوں نے نامزد کردیا۔

☆تھانہ بارہ دری کے لیے یہ آرڈر جاری کردیا کہ مزید کسی کو گرفتار نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کے خلاف کوئی کاروائی کی جائے۔

حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی اس جدو جہد اور سخت کلامی کا یہ اثر تھا کہ ضلع انتظامیہ ایک دم بیک فٹ پر آ گیا اور سارے

عقیدتمندان اعلیٰ حضرت مقدمات اور گرفتاریوں سے محفوظ ہو گئے۔

مرکز اہل سنت میں علماء کی میٹنگ: دوسرے دن مؤرخہ ۸/ اکتوبر بروز جمعہ کو حضور صاحب سجادہ کے حکم سے صبح سویرے ہی راقم الحروف، مولانا شہاب الدین رضوی، پرویز خاں نوری، حاجی جاوید خاں، اورنگزیب خاں نوری، شاہد خاں نوری اور طاہر علوی بریلی کچہری پر پہنچ گئے۔ وعدے کے مطابق پولیس کپتان نے سی او سیکینڈ اور کوتوال بریلی کو بھی کچہری پر قانونی کاروائی کرانے کے لئے بھیج دیا۔ اے سی جی ایم فرسٹ جناب وشنو دیو سنگھ جی کی کورٹ میں ضمانت عرضی پیش کی گئی مگر ایک قانونی اڑچن کی وجہ سے ضمانت عرضی پر فیصلہ مؤرخہ ۱۱/ اکتوبر بروز پیر تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ شام ۴/ بجے تک ہم لوگ بریلی کچہری پر ہی موجود رہے۔ اِدھر اعلان کے مطابق درگاہ اعلیٰ حضرت پر علمائے کرام کا ایک جم غفیر جمع ہو چکا تھا۔ سجادہ نشین حضرت مفتی محمد احسن رضا قادری صاحب کا فون آیا کہ اب آپ حضرات میٹنگ میں آ جائیں۔ اس میٹنگ میں راقم الحروف نے حضور صاحب سجادہ کی طرف سے اب تک کئے گئے اقدامات کی تفصیلات سے علماء کو آگاہ کرایا اور ضلع انتظامیہ کی طرف سے اب تک جو سہولیات مہیا کرائی گئیں اور جو اقدامات کئے گئے ان کی تفصیلات بھی علماء کے سامنے بیان کیں اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ ضلع انتظامیہ نے سارے مقدمات ختم کرنے کے لیے چودہ دن کا وقت مانگا ہے اس لیے پہلے ہمیں اس مدت کا انتظار کرنا ہوگا اگر ان چودہ دنوں میں پرشاسن اپنے وعدے کو نہیں نبھاتا تب آگے کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا کہ ان شاء اللہ مؤرخہ ۱۱/ اکتوبر بروز پیر کو مولانا دانش جیل سے باہر آ جائیں گے اور شام تک درگاہ اعلیٰ حضرت پر حاضری دیں گے۔ سارے علماء نے اس اعلان کی تائید کی اور سب نے اس بات کا عزم ظاہر کیا کہ اگر حضور صاحب سجادہ اور حضرت مفتی احسن میاں صاحب کے مطالبات پر عمل نہیں کیا گیا تو صرف حضرت ہی گرفتاری نہیں دیں گے بلکہ اہل سنت و جماعت کے سارے علماء اپنے اپنے شہروں میں اور خطوں میں اتنی گرفتاریاں دیں گے کہ حکومت کی بنائی ہوئی جیلیں کم پڑ جائیں گی۔

حضور صاحب سجادہ کو ملی کامیابی: مرکز اہل سنت پر ہونے والی ہر سرگرمی کی پل پل کی رپورٹ خفیہ ایجنسیاں اور ضلع انتظامیہ کے افراد اعلیٰ حکام تک پہنچا رہے تھے۔ اس لیے ضلع انتظامیہ کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے۔ خیر مؤرخہ ۱۱/ اکتوبر کو ہم سب لوگ کورٹ میں پہنچ گئے۔ مولانا دانش کی رہائی کا پروانہ جاری ہوتے ہی ایک خوشی کا ماحول پیدا ہو گیا۔ میڈیا اور سوشل میڈیا پر اس خوشخبری پر مشتمل جو خبریں وائرل ہوئیں ان کا مضمون اس طرح تھا:

''مرکز اہلسنت کو ملی ایک بڑی کامیابی۔ حضرت سبحانی میاں صاحب اور حضرت مفتی احسن میاں صاحب کی جدوجہد سے مولانا دانش کو ملا جیل سے رہائی کا پروانہ۔

الحمد للہ! حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ، سربراہ اعلی مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف اور سجادہ نشین حضرت علامہ مفتی محمد احسن رضا قادری مدظلہما النورانی کی مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے عرس رضوی میں شہامت گنج بیریئر پر ہوئے وبال میں موقع سے گمبھیر دفعات میں گرفتار ہوئے مولانا دانش، استاذ جامعہ تحسینیہ

بریلی شریف کی ضمانت آج مورخہ 11 / اکتوبر 2021 بروز پیر بوقت بارہ بج کر چالیس منٹ پر ہوگئی۔

مرکز اہلسنت کی طرف سے محمد کاشف ایڈووکیٹ، جناب کوثر خاں ایڈوکیٹ، جناب دھیان چند دھیانی ایڈووکیٹ، جناب محمد عامر خاں ایڈوکیٹ، محمد ساجد خاں ایڈوکیٹ اور محمد تصور ایڈوکیٹ وغیرہ تقریباً ایک درجن وکلاء کی ٹیم کے ساتھ منظر اسلام کے استاذ و مفتی حضرت علامہ مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب بھی جج اے سی جی ایم فرسٹ جناب وشنو دیوسنگھ جی کی کورٹ میں بحث کے لئے موجود تھے۔ آٹھ دس منٹ کی کارگر بحث کے بعد جج صاحب نے مولانا دانش صاحب کی ضمانت عرضی منظور کرلی۔ اس سے قبل حضور صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب اور سجادہ نشین حضرت مفتی احسن میاں صاحب اور تحریک تحفظ سنیت کے عہدیداران کی کوششوں سے بھاری دفعات میں پولیس نے ترمیم کردی تھی جس کی وجہ سے ضمانت منظوری میں سہولت ملی۔ کورٹ میں ہونے والے اخراجات بھی مرکز اہلسنت کے صاحب سجادہ حضور سبحانی میاں صاحب ہی نے برداشت کئے۔ واضح رہے کہ یہ ضمانت عرضی تحریک تحفظ سنیت مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کی طرف سے بطور پیروکار ٹی۔ٹی۔ایس کے قومی ممبر جناب پرویز خاں نوری صاحب نے اپنے نام سے داخل کی تھی جبکہ پیروی کرنے والوں میں مفتی محمد سلیم صاحب بریلوی، حاجی جاوید خاں، اورنگ زیب خاں نوری، شاہد خاں نوری، طاہر علوی، اجمل نوری، ناصر قریشی، سید انوار السادات عرف سید زلفی اور مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب شامل رہے۔'' (تحریک تحفظ سنیت)

رہائی کا پروانہ ملتے ہی عقیدتمندوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ہر طرف سے حضور صاحب سجادہ کی جرأت و بیباکی کو لوگ سلام کرنے لگے۔ مبارکبادیوں کا سلسلہ چل پڑا۔ حضرت احسن میاں صاحب نے فوری طور پر اپنی گاڑی بھیج کر راقم الحروف کو حکم دیا کہ ضلع جیل جا کر آپ حضرات خود ہی مولانا دانش کو گاڑی پر بٹھا کر درگاہ شریف لے کر کے آئیں۔ رات میں تقریباً ۸/ بجے ہم لوگ ضلع جیل سے مولانا دانش کو لے کر درگاہ شریف پہنچے جہاں سب سے پہلے انہوں نے آستانۂ اعلیٰ حضرت پر فاتحہ خوانی کی اور اس کے بعد حضور صاحب سجادہ سے ملاقات کر کے شکریہ ادا کیا۔ حضرت نے بھی نہایت شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ:

'' آپ اعلیٰ حضرت کے قل شریف میں شرکت کرنے آرہے تھے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ آپ کو ہم کیسے جیل کے اندر چھوڑ سکتے تھے۔''

اس کے ساتھ ہی حضور صاحب سجادہ نے انہیں پُر تکلف ناشتہ کرایا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے اہل خانہ کے پاس جائیں وہ کئی روز سے آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

بلا شبہ حضور صاحب سجادہ اس وقت مرکز اہل سنت کی نہایت ہی اہم اور مضبوط آواز ہیں۔ جرأت و بے باکی آپ کا خاصہ ہے۔ کئی نازک اور حساس موقعوں پر آپ نے اپنی جرأت مندی، بہادری اور بیباکی کے ذریعہ شہر بریلی کو اور مسلمانان بریلی کو پولیس اور شر پسندوں کے مظالم سے بچایا ہے۔ آپ بلا شبہ قائد اہل سنت بھی ہیں اور محسن قوم و ملت بھی۔ اللہ رب العزت آپ کا سایہ تادیر اہل سنت پر قائم و دائم رکھے اور آپ کو صحت و توانائی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: - شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ۳۳۴ اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے ۳۳۵ کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ۳۳۶ وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ۳۳۷ ان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا ثواب ہے۔

(سورۂ آل عمران رکوع ۹ / پارہ ۴ / آیت ۱۶۹ تا ۱۷۲)

تفسیر: - ۳۳۴ فضل و کرامت اور انعام و احسان۔ موت کے بعد حیات دی۔ اپنا مقرب کیا۔ جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں اور ان منازل کے حاصل کرنے کے لیے توفیق شہادت دی۔ ۳۳۵ اور دنیا میں وہ ایمان و تقویٰ پر ہیں جب شہید ہوں گے ان کے ساتھ ملیں گے اور روز قیامت امن و چین کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ۳۳۶ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضور نے فرمایا جس کسی کے راہ خدا میں زخم لگا وہ روز قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون میں خوشبو مشک کی ہوگی اور رنگ خون کا۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسی کسی کو ایک خراش لگے۔ مسلم شریف، حدیث میں ہے شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ ۳۳۷ **شان نزول** جنگ اُحد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقام روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس ہو گئے۔ مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لیے اپنی روانگی کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد ۷۰ تھی اور جو جنگ اُحد کے زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہو گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے جب حضور مقام حمراء الاسد پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سربراہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

مردہ سنت کو زندہ کرنے کی فضیلت

عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: من تمسك بسنتی عندفساد امتی فله اجر مائة شهید.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۲/۴۹۳)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد میرے جد امجد سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی ہو، اور سنت مردہ جب ہی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔ احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لیے حکم عام ہے۔ ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی مساجد میں اس سنت (اذان بیرون مسجد) کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں۔ اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کرسکیں گے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں۔ اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض۔ کہ تم سے پہلے تو صحابہ وتابعین تھے؟ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

چار چیزیں سنت سے ہیں: عن أبی ایوب الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: أربع من سنن المرسلین، الختان والتعطر والنكاح والسواك۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۲۶)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیائے کرام کی سنت ہیں۔ ختنہ، خوشبو کا استعمال، نکاح اور مسواک۔

اهل سنت حق پر هیں

حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے عنقریب وہی حالات ہونگے جو بنی اسرائیل کے گذرے۔ وہ تو بہتر جماعتوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب جہنمی ہوں گے ایک کے سوا، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون ہوگا؟ فرمایا: جس طریقے پر آج میں اور میرے صحابہ چل رہے ہیں وہ اسی پر گامزن ہوگا۔

میرے جد امجد امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں: اس پہچان کی رو سے بھی غیر مقلدین اہل حق سے نہیں کہ اجماع، قیاس اور تقلید کا اثبات جو طریقہ صحابہ کرام کا تھا یہ اس سے منکر ہیں۔ (اظہار الحق الجلی ص ۴)

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج ، تحقیق:- حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

نوشہ کا نام لیے بغیر دلھن سے اذن لینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میرے بھتیجے محمد شفیق کی شادی بروز ہفتہ کو ہوئی۔ جب وکیل صاحب لڑکی سے اجازت لینے کے واسطہ گئے تو لڑکی سے نکاح کا اذن مانگا۔مہر کے واسطہ پوچھا۔مگر لڑکے کا نام نہیں لیا حالانکہ لڑکی کو پہلے سے سب معلوم تھا کہ میرا نکاح فلاں جگہ فلاں شخص سے ہورہا ہے لڑکی نے بھی اجازت دے دی۔نکاح پڑھادیا گیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

المستفتی محمد ایوب ولد ولی محمد، ٹھہریا نجابت خاں بریلی شریف

الجواب:- صورت مسئولہ میں نکاح ہو گیا۔عورت سے اگر پوچھا جائے تو وہ یہی بتائے گی کہ میں نے اسی شخص کے لیے اجازت دی جس سے عقد ہوا۔شوہر اور اس کے والد کا نام ذکر کر دینا اچھا ہے تاکہ جہالت باقی نہ رہے۔اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ عورت نے اجازت مطلقاً نہ دی تو زیادہ سے زیادہ یہ نکاح فضولی ہوگا اور عورت کی اجازت پر موقوف رہے گا۔اگر جائز کر دے تو جائز ہو جاتا ہے اور ردّ کرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔رخصت ہو کر شوہر کے یہاں جانا بھی اجازت ہے جب کہ اس سے پہلے ردّ نہ کر چکی ہو۔لہٰذا عقد مذکورہ نافذ ہو گیا۔اب اعتراض کی گنجائش نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی، ۵/ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک نکاح مولانا صاحب نے بالغ لڑکی سے حلفیہ بیان لے کر کہ قریب دس آدمیوں کے سامنے کہ تیرے پہلے شوہر نے طلاق دے دی یا نہیں؟ لڑکی نے حلفیہ بیان دیا کہ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ میرے شوہر نے طلاق دیدی ہے۔مولانا صاحب نے لڑکی کے حلفیہ بیانوں پر نکاح پڑھا دیا۔لیکن نکاح سے دوسرے دن معلوم ہوا کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا ہے۔اور وہاں سے طلاق نہیں ہوئی ہے۔لڑکی سے معلوم کیا تو اس نے بھی اقرار کیا کہ یہاں میرا دوسرا نکاح ہوا تھا اس شوہر نے طلاق نہیں دی ہے۔اب ایسی صورت میں نکاح پڑھانے والے اور اس نکاح میں شرکت کرنے والے دوسرے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

سائل شرافت حسین، لیاقت حسین، موضع اٹریا عزت نگر بریلی

الجواب:- فی الواقع اگر وقت عقد نکاح خواں، وکیل، گواہان اور شرکائے نکاح واقف حال نہ تھے کہ اس لڑکی کی بعد طلاق دوسری شادی ہوگئی ہے اور اس دوسرے نے ابھی طلاق نہیں دی ہے بلکہ پہلے شوہر کے طلاق دینے کا علم تھا اس بنا پر نکاح پڑھایا گیا تو ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں البتہ وہ لڑکی ہر صورت گنہگار، حرام کار، مستحق عذاب نار اور مستوجب غضب جبار ہے اس پر توبہ واستغفار فرض اور جس تیسرے شخص کے ساتھ نکاح ہوا اگر وہ بھی ناواقف تھا تو یہ نکاح فاسد ہوا۔جب معلوم ہوا اس وقت متارکہ فرض ہو گیا۔یعنی دونوں میں سے ہر ایک یا کوئی ایک یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔اگر بعد علم بھی وہ میاں بیوی کی طرح رہے تو اب دونوں سخت گنہگار، حرام کار، عذاب نار ہوں گے۔اور جو واقف حال ہو کر اس نکاح حرام میں اسی طرح شریک ہوئے وہ سب زنا کے دلال ہوئے کہ فوراً اس سے توبہ کریں اور یہ عورت بھی فوراً اس سے جدا ہو کر اور توبہ کر کے اپنے دوسرے شوہر کے پاس جائے اور اس سے معافی مانگے۔

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف، ۹/صفر ۱۳۹۶ھ

انکار میلاد سے امکان کذب تک

از۔ پروفیسر دلاور خاں، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان

۱۸۸۵ء میں چار ورقی ''فتاویٰ مولود وعرس'' مطبع ہاشمی میرٹھ سے شایع ہوا۔ جس میں کہا گیا کہ:

''فاتحہ اور ایصال ثواب کی رسمیں، سوم، چہلم، وغیرہ یا عرس کرنا ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ دینا، میلاد شریف پڑھنا، اس کی مجلس میں قیام کرنا وغیرہ سب بدعت اور گمراہی ہے، شرعاً ناجائز ہے''۔

اس پر غیر مقلدین کے دستخط تھے۔ جس کی تائید علمائے دیوبند وگنگوہ نے بھی کی۔

اس فتوے کے چند ماہ بعد ایک اور 24 ورقی رسالہ شایع کیا گیا جس کا عنوان تھا ''فتاوی میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ'' یہ بھی مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا اس میں بھی فاتحہ، عرس، میلاد شریف وغیرہ کی مذمت کی گئی اور اس کے جواز کا انکار کیا گیا۔ اس پر دستخط کرنے والوں میں مولوی حفیظ اللہ، مولوی شریف حسین، مولوی الٰہی بخش، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (مدرس اول مدرسہ دیوبند) اور مولوی محمد محمود (مدرس مدرسہ دیوبند) شامل تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس پر یہ فتویٰ لکھا:

''ایسی مجلس ناجائز ہے۔ اس میں شریک ہونا گناہ اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اور حاضر ناظر جان کر کرے تو کفر ہے۔ ایسی محفل میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سوم بھی کہ یہ سنت ہنود کی رسوم ہے۔''

ان فتاویٰ کی اشاعت سے عام مسلمانوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ تائید اور تردید میں طرح طرح کی باتیں سامنے آنے لگیں تو کچھ حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید وخلیفہ مولانا عبد السمیع بیدلؔ سے ان منکرین فاتحہ ومیلاد کا مدلل جواب لکھنے کی درخواست کی۔

انہوں نے 1885 میں ہی ان فتاویٰ کی تردید میں کتاب ''انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ'' لکھی۔ دونوں قسم کے فتاویٰ میں بعض الفاظ سخت اور درشت استعمال ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کا رد کرتے ہوئے مولانا بیدلؔ نے بھی کہیں کہیں تلخ الفاظ میں تردید کی۔ جب یہ رسالہ حاجی صاحب کی خدمت میں مکہ معظّمہ پہنچا تو انہوں نے اسے لفظاً لفظاً پڑھوا کر سنا اور متعدد خطوط میں اس کا اظہار کیا کہ

''جو باتیں ''انوار ساطعہ'' میں لکھیں ہیں وہ فقیر کے مذہب ومشرب کے موافق ہیں''۔

حاجی صاحب نے مولانا بیدلؔ کو لکھا کہ

''جن الفاظ میں ترشی ہے اور تیزی ہے وہ خارج کر دیں، اس کا لب ولہجہ شیریں رکھیں''۔

مولانا نے اپنے مرشد کی ہدایات پر بغیر چوں چراں عمل کرتے ہوئے ''انوار ساطعہ'' کے دوسرے ایڈیشن 1890 میں ان تمام الفاظ کو حذف کر دیا جس پر حضرت حاجی امداد اللہ مکی نے خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا۔

حاجی صاحب نے اپنے خلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہی کو بھی مشورہ دیا تھا کہ

''ان اختلافی مسائل کو مشتہر نہ کریں اور ان کے قائلین کو ضال و مضل وکافر ومشرک بنانا کیوں صواب ومصلحت ہے؟''

مولانا عبدالسمیع کے برعکس مولانا رشید احمد گنگوہی اس معاملے (مسلمانوں کو ضال و مضل وکافر ومشرک بنانے) میں اتنے سخت تھے کہ انہوں نے حاجی صاحب کو یہاں تک لکھ دیا کہ

''آپ چاہیں تو مجھے اپنے حلقۂ ارادت سے خارج کر دیں''

میلاد شریف پڑھنا، اس میں قیام کرنا، ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنا یا بزرگوں کا عرس کرنا قطعی طور پر اگر قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہوں تب یہ امور فروعات دین میں آتے ہیں۔ اصول میں نہیں۔ ان پر طویل زمانے تک امت کے علما ومشائخ کا معمول رہا ہے۔ اب اسے ضلالت اور کفر وشرک کہنے سے ان اسلاف کو گمراہ اور جاہل سمجھنا لازم آتا ہے۔ (مقدمہ نوادر امدادیہ صفحہ 11 تا 13)

مولانا رشید احمد گنگوہی نے مولانا عبدالسمیع کی کتاب ''انوار ساطعہ'' کے رد میں ''براہین قاطعہ'' لکھی جسے مولانا خلیل احمد کی طرف منسوب کر دیا۔ اس کتاب کے چھپتے ہی ہندوستان کے علما نے سیکڑوں خطوط حضرت حاجی صاحب کو لکھے جس کے رد عمل میں حاجی صاحب نے ایک اصلاحی طویل خط مولانا خلیل احمد اور مولانا محمود حسن دیوبندی کے نام لکھا۔ جس کے چیدہ چیدہ اقتباسات ملاحظہ ہوں:

''بخدمات عزیزم پیر جی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وعزیزم مولوی محمود حسن دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تمام بلاد وممالک ہند سے مثلاً بنگال وبہار ومدراس ودکن وگجرات وبمبئی و پنجاب وراجپوتانہ و رامپور و بہاولپور وغیرہ سے متواتر اخبار (خبریں) حیرت انگیز وحسرت خیز اس قدر آتے ہیں کہ (انکار فاتحہ، عرس اور مولود و ضال ومضل اور کفر وشرک کے فتوے) جس کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت (وجہ) یہی براہین قاطعہ و دیگر (ایسی ہی) تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ ''انوار ساطعہ'' کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس (انوار ساطعہ) کی حمایت (میں کھڑا ہوگیا) فقیر نے صرف اس کے دو مسئلوں پر یعنی مجلس میلاد شریف وفاتحہ پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا۔ (مگر اللہ تعالیٰ نے ''انوار ساطعہ'' کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علما نے ساری کتاب تہہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا) آپ اس (انوار ساطعہ) کے ہر فقرے کی تردید کے ایسے در پے ہوئے کہ معاذ اللہ امکان کذب باری تعالیٰ تک کے قائل ہو گئے اور یہ (امکان کذب کی) بلا ایسی عالم گیر ہوئی کہ سب قصے مولود شریف وغیرہ دب گئے اور اس مسئلہ (امکان کذب) کا چرچا ہر شہر، ہر قریہ میں حتیٰ کہ حرمین شریفین۔۔۔ممالک غیر میں بھی پھیل گیا اور آپ (مولانا خلیل احمد) کی تحریر (امکان کذب) کی بدولت علمائے کبار اشاعت کے ساتھ تکفیر ہونے لگی''۔

''عزیزم! یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ (منکر میلاد، قائل امکان کذب الٰہی) تو اپنے کو برسر صواب وحق ہدایت سمجھے اور امت کے صلحا وعلما جمہور وسواد اعظم کو خطا اور ناحق وضلالت پر جانے۔ کیا انسان سے خطا وغلطی نہیں ہوتی؟ تو یہ انصاف کی بات ہے کہ جو کچھ زبان وقلم سے نکل جائے اس کی تائید میں عمر بھر اپنی ہمت مصروف کردی جائے۔ دیانت وحقانیت وعنداللہ وعندالناس بڑی قدر وبڑی کمال کی یہ بات ہے کہ جب اپنے قول کی غلطی ظاہر ہوجائے تو اس سے رجوع کیا جائے۔''

''عزیزم! اس (امکان کذب) مسئلہ خلاف عقائد علمائے جمہور کو بار بار لکھ کر یہاں تک بدنام کر دیا کہ جن علما کا نام بڑے ادب و عزت سے لیا جاتا تھا اور ہر قول و عمل میں مستند عالم تھا (ان کی) تحقیر نے تکفیر کی نوبت پہنچائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اوران وجوہ سے اب لوگ (علمائے) دیوبند وغیرہ کے مخالف و دشمن بن گئے اور اس کی خرابی کا منصوبہ و تدبیر کرنے لگے۔ بہت سی بدظنیاں پھیل گئیں ہیں۔ ان میں سے ایک کا ذکر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں کچھ روپے حیدر آباد کی جانب مستحقین کو تقسیم ہوئے۔ عزیزم! مولوی رفیع الدین صاحب سلمہ کو باوجود سفارش ثقات اور رفع کرنے اس وہم کے نہیں دیا کہ مدرسہ دیوبند کے مہتمم، گروہ وہابیہ میں سے ہیں۔ ان بدظنیوں سے مدرسہ کی بھی خیر معلوم نہیں ہوتی۔ وہ مدرسہ کہ کس خلوص سے قایم کیا گیا تھا اور کیا نام و عزت حاصل کر چکا تھا اور کیسا معتمد علیہ و نافع خلائق ہو گیا تھا اب وہ چراغ سحری سا معلوم ہوتا ہے۔ بڑی عبرت و حسرت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔''

''فقیر نے ابتدا ہی میں منع کیا تھا کہ نزاعی تحریرات میں فتوے سے کنارہ کیا جاوے اور وہابی و غیر مقلدین کے دستخط و مہر نہ کی جائے۔ اس پر محققین نے اعتراض کیے کہ اثبات حق کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اب خلاف مصلحت اثبات حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ کینہ، حسد، بغض، عداوت، غیبت، مجادلہ، نفسانیت، تعصب، تائید کلام، اختلاف باہمی، انتشار، طمع خلق و خود و قطع اخوت و اتہام خلق و بدظنی، سامان زوال مدارس۔ جو ان میں سے اکثر گناہ کبیرہ ہیں۔

(نوادر امدادیہ یعنی حضرت حاجی امداد اللہ کے غیر مطبوعہ خطوط ص 100، اشاعت اول 1996، ترتیب و تحقیق، پروفیسر نثار احمد فاروقی، ناشر حضرت سید محمد گیسودراز تحقیقاتی اکیڈمی انڈیا)

نتیجہ:

(1) غیر منقسم ہندوستان میں ایصال ثواب، میلاد اور عرس کی تقریبات کا انعقاد صدیوں سے رائج تھا۔

(2) جب بھی ان تقریبات میں کوئی غیر شرعی عنصر پایا گیا علمایا اہل سنت نے نفس تقریبات کو برقرار رکھا اور منکرات کے سد باب میں ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا۔

(3) پہلی بار 1885 میں غیر مقلدین کے تین علما نے مذکورہ تقریبات کو سرے سے بدعت اور ناجائز قرار دیا اور سواد اعظم اہل سنت کو ان تقریبات کے سبب بدعتی، کافر اور مشرک قرار دیا گیا۔ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کی واضح ہدایات تھیں کہ غیر مقلدین اور وہابی کے فتوی پر دستخط سے گریز کیا جائے۔ اس کے باوجود علمائے دیوبند و گنگوہ نے وہابیوں کے اس فتوے پر اپنے دستخط کی مہر ثبت کی۔

(4) مذکورہ فتوے کے رد میں مولانا عبد السمیع نے ''انوار ساطعہ'' تحریر کی جس پر جید علمائے اہل سنت نے تقاریظ قلم بند کیں۔

(5) ''انوار ساطعہ'' کے رد میں مولانا خلیل احمد نے ''براہین قاطعہ'' لکھی۔ جوش تعصب میں اتنی دور نکل گئے کہ امکان کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ گھڑنے سے بھی گریز نہیں کیا جس پر علمائے حرمین شریفین نے ''حسام الحرمین'' سے پہلے ''براہین قاطعہ'' پر کفر کا فتوی صادر کیا اور علمائے دیوبند سے نفرت اور بے زاری کا اظہار کیا۔

(6) غیر منقسم ہندوستان میں سواد اعظم اہل سنت کو مشرک و بدعتی قرار دینا اور فرقہ واریت کی آگ بھڑکانا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی ہدایات و تعلیمات سے بغاوت کا نتیجہ ہے۔

قسط دوم

آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ

از۔مولانا طارق انور مصباحی

مرکزی عبوری حکومت: سال ۱۹۴۷ء۔کانگریس پارٹی نے 15: اگست 1947 کو عبوری مرکزی حکومت (Interim Central Government) بنائی۔جواہر لال نہرو کو وزیر اعظم اور سردار ولبھ پٹیل (۱۸۷۵ء-۱۹۵۰ء) کو نائب وزیر اعظم اور وزیر داخلہ (Deputy Prime Minister & Home Minister) بنایا گیا۔سابق صدر کانگریس ابو الکلام آزاد (۱۸۸۸ء-۱۹۵۸ء) کو وزیر تعلیم کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ڈاکٹر امبیڈکر کو وزیر قانون وکورٹ بنایا گیا۔

دستور ہند کی ترتیب اور اس کا نفاذ:

عبوری حکومت کے عہد میں ہند کی مجلس قانون ساز (constituent Assembly) آزاد ہندوستان کا جمہوری دستور تیار کرتی رہی۔ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کو دستوری ڈرافٹنگ کمیٹی کا صدر (Chairman of the Constitution Drafting Committee) اور پہلا وزیر قانون وکورٹ (Minister of Law & Justice) منتخب کیا گیا۔دو سال گیارہ ماہ میں دستور تیار ہوا۔یہ دستور 26: نومبر 1949 کو مکمل ہوکر بھارتیہ پارلیامنٹ میں منظور کیا گیا، پھر 26 : جنوری 1950 سے اس کا نفاذ عمل میں آیا۔

گاندھی جی حادثہ: سال ۱۹۴۸ء۔آزادی ہند کے چھ ماہ کے اندر ہی 30: جنوری 1948 کو شام پانچ بج کر سترہ منٹ پر (5:17 PM) پر ''برلا ہاؤس'' نیو دہلی (Birla House, New Delhi) کے گارڈن میں ایک عام مجمع ''پرارتھنا سبھا'' (Prayer Meeting) میں ہندو مہا سبھا اور آر ایس ایس کے ممبر ناتھورام گوڈسے (Nathu Ram Godse) نے بابائے قوم (Father of Nation) موہن داس کرم چند گاندھی (۱۸۶۹ء-۱۹۴۸ء) کے سینے پر پستول سے تین گولیاں مار کر انہیں ہلاک کر دیا۔

ہندوستانی حکومت کو پاکستان کی تعمیر وتشکیل کے لیے ۵۵/کروڑ رقم دینے کی بات ہوئی تھی کیونکہ تقسیم ہند کے وقت فوج، آفیسران، مالیات ودیگر لازمی چیزیں دونوں ملکوں کے مابین تقسیم ہوئی تھیں۔۹/جنوری ۱۹۴۸ء کو بھارتیہ کابینہ نے پاکستان کو یہ رقم نہ دینے کا فیصلہ کیا۔گاندھی جی نے اس فیصلہ پر احتجاج کے طور پر ۱۳/جنوری سے ورت (روزہ) رکھنا شروع کیا۔گاندھی جی کے اس احتجاج کے سبب ۱۵/جنوری کو بھارتیہ کابینہ نے فیصلہ کیا کہ جلد ہی یہ رقم پاکستان کو دے دی جائے گی، تب گاندھی جی نے روزہ توڑا اور کہا کہ میں نے سچائی کے نام پر روزہ رکھا تھا، جو اللہ کا مشہور نام ہے اور سچائی ہی کے نام پر یہ روزہ توڑ رہا ہوں۔گاندھی کے الفاظ یہ تھے۔

"I embarked on the fast in the name of Truth whose familiar name is Gog.....With that same name on my lips I have broken the fast."

(Kapur Commission Report Vol.1 P.227)

یہ بات ہندو متعصبین کے لیے ناقابل برداشت ہوگئی، وہ اتنے حواس باختہ ہوئے کہ گاندھی جی کو گولیوں سے بھون ڈالا۔اب ''برلا ہاؤس'' کا نام ''گاندھی اسمرتی'' (Gandhi Smriti) رکھا گیا ہے۔

''برلا ہاؤس'' کے مالی (Gardener) رگھو نایک (Raghu Nayak) نے تعاقب کرکے گوڈسے کو پکڑ لیا۔''گوڈسے'' پونہ (مہاراشٹر) کا باشندہ تھا۔

جب گاندھی جی کی موت کی خبر چاروں طرف پھیلی تو ہندو انتہا پسندوں (Hindu Radicals) نے پونہ، گوالیار، جے پور اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں علی الاعلان مٹھائیاں تقسیم کیں اور ایک تہوار کی طرح خوشیاں منائی گئیں۔اس سے پہلے گاندھی جی کو ہلاک کرنے کی خاطر گوڈسے گروپ کے ایک پنجابی ''مدن لال پہوا'' نے بھی 20 جنوری 1948 کو ''برلا ہاؤس'' میں گاندھی جی کی تقریرگاہ (Podium) کے عقبی حصہ میں دیوار پر ایک بم دھماکہ کیا تھا لیکن اس وقت تو کسی کو کچھ نقصان نہ پہونچا مگر پھر گوڈسے نے 30 جنوری 1948 کو گولیوں سے گاندھی جی کو ہلاک کردیا۔

دوسرے دن شام کو جمنا ندی کے کنارے گاندھی جی کی آخری رسوم ادا کی گئیں۔اس مقام کو ''راج گھاٹ'' اور ''گاندھی سمادھی'' بھی کہا جاتا ہے۔

جب قوم مسلم سے متعلق امن وانصاف کی بات کرنے پر آزادی ہند کے سربراہ کو اعلانیہ طور پر گولیوں سے بھون ڈالا گیا تو پھر اس ملک میں مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ آزاد ہندوستان کی ستر سالہ تاریخ میں ملک کے مختلف علاقوں میں نہ جانے کتنی بار مسلمانوں کا منظّم قتل عام ہوچکا ہے، جسے بھارت میں فرقہ وارانہ فساد (Communal Riots) کہا جاتا ہے، حالاں کہ فساد کے نام پر مسلمانوں کو ہلاک کرنے کی منظّم سازشیں رچی جاتی ہیں اور پھر اس کے لیے کچھ حیلے، بہانے تلاش کیے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر فرقہ پرستوں کا کلیجہ آگ اگلنے لگتا ہے۔جب اس سرزمین پر ہمارا جینا ان کے لیے غیظ وغضب کا سبب ہے تو پھر قوم مسلم کو اس کے ملکی حقوق کیوں کر آسانی کے ساتھ مل سکتے ہیں؟ کس امید پر قوم مسلم خموشی کے ساتھ سورہی ہے؟ جمہوری ملک میں ہر قوم کے لیے مساویانہ حقوق ہوتے ہیں، ان حقوق کی حصولیابی، نفرتوں کی خلیج پاٹنے اور اپنی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے پُر امن اور قانونی و دستوری جدوجہد کرنا ہی ہوگی، ورنہ ہندو انتہا پسندوں کی طرف سے مسلمانوں کے لیے بار بار یہی نعرہ لگایا جاتا رہے گا کہ ''پاکستان یا قبرستان''۔

گرفتاری اور پھانسی: گاندھی کے قتل کی سازش کے سبب کل آٹھ لوگوں کی گرفتاری ہوئی:

(1) ناتھورام گوڈسے (2) نارائن آپٹے (3) ڈیگمبر بڑگے (Digambar Badge) (4) گوپال

گوڈسے (5) وشنوکرکرے (Vishnu Karkare) (6) مدن لال پہوا (Madanlal Pahwa) (7) دتت رائے پارچر (Dattatraya Parchure) (8) آر ایس ایس آئیڈیل ونایک دامودر ساورکر (Vinayak Damoder Savarkar)

کورٹ کی کاروائی کے بعد 15 نومبر 1949 کو ناتھو رام گوڈسے (۱۹۱۰ء-۱۹۴۹ء) اور گاندھی جی کی ہلاکت کی سازش میں اس کے شریک کار ''نارائن اپٹے'' (Narayan Apte) (۱۹۱۱ء-۱۹۴۹ء) کو امبالہ جیل میں پھانسی کی سزا دی گئی۔ گوڈسے کے بھائی گوپال گوڈسے اور دیگر تین مجرموں کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ دتت رائے پارچر کو ایک اپیل کی بنیاد پر رہا کر دیا گیا، اسی طرح اس وقت کورٹ میں ساورکر (Savarkar) کے خلاف مضبوط ثبوت فراہم نہ ہونے کے سبب اسے بری کر دیا گیا۔

چوں کہ تمام سازشی ہندو مہاسبھا اور آر ایس ایس کے ممبر تھے، اس لیے آر ایس ایس پر پابندی (Ban) لگادی گئی۔ گاندھی جی کے قتل کی تفتیش کے لیے پانچ بار انکوائری ہوئی۔ آخری اور پانچویں انکوائری کمیشن کو 22 مارچ 1965 کو مرکزی حکومت کی جانب سے تشکیل دیا گیا تھا۔ اس کی ذمہ داری ممبر پارلیامنٹ گوپال سروپ پاٹھک (Gopal Swarup Pathak) کے سپرد کی گئی، پھر پاٹھک کو منسٹر بنا دیا گیا۔ تب یہ ذمہ داری 21 نومبر 1966 کو سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جسٹس ''جیون لال کپور'' کے سپرد ہوئی۔

کپور کمیشن (The Kapur Commission) نے 30 ستمبر 1969 کو پیش کردہ رپورٹ میں تفصیل کے ساتھ لکھا کہ گاندھی جی کے قتل کی سازش رچنے والوں سے آر ایس ایس آئیڈیل ''ونایک دامودر ساورکر'' کے تعلقات تھے۔ تحقیقاتی کمیشن کے صدر ریٹائرڈ جج آف انڈین سپریم کورٹ جیون لال کپور نے تحقیق وتفتیش کے بعد لکھا کہ ان حقائق کے ثبوت موجود ہیں کہ مدن لال اور وشنوکرکرے اپنے بم دھماکہ سے قبل اور گوڈسے گاندھی جی کو ہلاک کرنے سے پہلے آر ایس ایس آئیڈیل ساورکر سے ممبئی میں ملاقات کرکے آئے تھے اور سازشیوں کے اہم فیصلے ممبئی میں ہوئے تھے۔ جسٹس کپور نے لکھا:

"As a matter of fact, the evidence led in the Gandhi Murder Case and the evidence before the Commission shows that the important acts done by the conspirators within the city of Bombay were that Karkare and Madanlal met Savarkar before they went to Delhi for the purpose of throwing the bomb and Apte and Godse also had an interview with Savarkar before they went to Delhi for the same purpose. It is controversial whether they also had an interview with Savarkar on the eve of their departure

to Delhi for the purpose of committing the murder."

(Kapur Commission Report Vol.2 P.347,348)

گاندھی جی کو ہلاک کرنے کی پانچ کوششیں: 1934 تا 1948 گاندھی جی کو ہلاک کرنے کی پانچ کوششیں ہوئیں:

(۱) سال 1934 میں پونہ میں گاندھی جی کے آڈیٹوریم پہنچنے کے وقت ایک بم پھینکا گیا۔ گاندھی جی کو نقصان نہ ہوا، لیکن پونہ میونسپل کارپوریشن کے چیف آفیسر اور دو پولیس مین سخت زخمی ہوگئے۔

(۲) دوسرا حملہ مئی 1944 میں پونہ کے قریب پہاڑی مقام ''پنچ گنی'' میں ہوا۔ ناتھورام گوڈسے کی قیادت میں 15 تا 21 نوجوان پنچ گنی آئے۔ ناتھورام گوڈسے ایک خنجر لے کر آیا تھا، وہ گاندھی مخالف نعرہ لگا رہا تھا، لیکن وہ گاندھی جی تک پہنچ نہ سکا۔

(۳) تیسرا حملہ اس وقت ہوا، جب مسٹر جناح سے بات چیت کرنے کے لیے گاندھی جی کی سیواگرام آشرم (Sevagram Ashram) (پونہ) سے ممبئی کے لیے روانگی ہو رہی تھی۔ بات چیت کا یہ سلسلہ 9 ستمبر 1944 سے شروع ہوکر 14 دنوں تک جاری رہا۔ روانگی کے وقت ہندوؤں کے ایک گروپ نے انہیں روک لیا، وہ لوگ مسٹر جناح سے گاندھی جی کی بات چیت کو ناپسند کر رہے تھے اور احتجاج کر رہے تھے۔ اس گروپ کی قیادت بھی ناتھورام گوڈسے کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں خنجر تھا، لیکن رضا کاروں نے اس گروپ کو گاندھی تک پہنچنے سے روک لیا۔

(۴) چوتھا حملہ 20 جنوری 1948 کو برلا ہاؤس میں مدن لال نے کیا۔

(۵) پانچواں حملہ گوڈسے نے برلا ہاؤس میں 30 جنوری 1948 کو کیا اور گاندھی جی کو ہلاک کر دیا۔

موہن داس کرم چند گاندھی: حالات زندگی۔ گاندھی جی کی پیدائش پوربندر (گجرات) میں 2 اکتوبر 1869 کو ہوئی۔ گاندھی جی کا تعلق مودھ بنیا خاندان (Baniya Modh Family) سے تھا۔ والد کا نام کرم چند گاندھی (۱۸۲۲ء-۱۸۸۵ء) اور ماں کا نام پتلی بائی گاندھی (Putlibai Gandhi) تھا۔ بیوی کا نام کستوربا گاندھی تھا۔ گاندھی جی کے چار بیٹے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں:

(1) ہری لال (2) منی لال (3) رام داس (4) دیوداس۔

گاندھی کی سیاسی وراثت جواہر لال نہرو کو ملی۔ گاندھی جی کے بیٹوں یا پوتوں نے بھارتی سیاست میں شرکت نہ کی، حالاں کہ گاندھی جی کے والد کا تعلق بھی سیاست سے تھا اور انگریزی حکومت نے انہیں پوربندر کا دیوان بنایا تھا۔

گاندھی جی نے انگلینڈ میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کی۔ 24 سال کی عمر میں سال 1893 میں ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم کمپنی ''دادا عبداللہ اینڈ کو'' کی جانب سے ایک سال کے لیے گاندھی جی کو قانونی خدمات کے لیے بلایا گیا۔ ساؤتھ افریقہ میں گاندھی جی کے ذمہ افریقی شہر پریٹوریا (Pretoria) کے ''بھارتیہ مسلم تاجران'' (Muslim Indian Traders) کی قانونی

خدمات بحیثیت وکیل سرانجام دینی تھی۔ گاندھی جی کو ایک سال کے لیے افریقہ بلایا گیا تھا، لیکن وہاں انہیں 21 سال گذارنا پڑے۔

مسلم مالدار تاجروں کے علاوہ افریقہ میں بہت سے غریب ہندو مزدور بھی آباد تھے، وہاں حکومت کی جانب سے انڈیا والوں کو بہت کم مراعات وحقوق حاصل تھے۔ گاندھی جی نے ساؤتھ افریقہ میں انڈین تاجروں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی خدمات انجام دیں۔ افریقہ میں انجام پذیر خدمات کے سبب انڈیا میں بھی گاندھی جی کا شہرہ ہوگیا۔ سال 1915 میں سابق کانگریسی صدر گوپال کرشنا گوکھلے (Gopal Krishna Gokhale) (۱۸۶۶ء-۱۹۱۵ء) کی گذارش پر گاندھی جی نے افریقہ سے انڈیا واپس آ کر کانگریس میں شرکت کی۔ 1920 میں کانگریس کی قیادت گاندھی جی کو سپرد کردی گئی۔ گاندھی جی نے صرف ایک سال 1924 میں کانگریس کی صدارت قبول کی، پھر موت تک کانگریس کی سرپرستی، دیگر ملکی وقومی خدمات اور ہندو مذہب میں سماجی سدھار (Social Reform) سے وابستگی قائم رہی۔

گاندھی جی کا مذہبی تصور: گاندھی جی کو انڈین مسلم تاجرین کے ذریعہ ساؤتھ افریقہ بلایا گیا، جہاں جوانی کی اکیس سالہ مدت (۱۸۹۳ء تا ۱۹۱۵ء) بحیثیت وکیل، انڈین مسلم تجار کی قانونی خدمات میں گزری۔ ساؤتھ افریقہ میں گاندھی جی نے مشاہدہ کیا کہ بے وطن انڈیا والوں کو ساؤتھ افریقہ حکومت کی جانب سے امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ افریقیوں کو محض ملکی ہونے کے سبب ہر قسم کے حقوق حاصل ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر گاندھی جی کے دل میں بلاتفریق مذہب وملت اپنے اہل وطن کی محبت جاگ اٹھی اور انہوں نے ساؤتھ افریقہ میں انڈیا والوں کی قانونی وسیاسی رہنمائی کی۔ اب گاندھی جی کا نظریہ تھا کہ انڈین ہونا (Indianness) مذہب سے ماورا ہے۔ بلفظ دیگر آبائی ملک اور وطن ہر مذہب کی گنجائش رکھتا ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے مذاہب سے وابستگی کا حق دیتا ہے۔ درحقیقت گاندھی جی کا یہ نظریہ ''ہندوراشٹر'' کے تصور کو منہدم کردیتا ہے۔ سال ۱۹۱۵ء میں ہندوستان واپسی سے قبل ہی گاندھی جی کا ذہن ایک سیکولر سیاسی وسماجی افکارونظریات کا مخزن وماخذ بن چکا تھا۔

گاندھی جی کی قیامگاہ ''برلا ہاؤس'' (دہلی) میں پرارتھنا سبھا کا انعقاد ہوتا تھا۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے لکھا کہ گاندھی جی کی پرارتھنا سبھا (Prayer Meeting) میں گاندھی جی کی ہدایت کے مطابق ہندو مذہبی کتابوں کے علاوہ قرآن مجید اور انجیل کی آیتیں بھی پڑھی جاتی تھیں۔ ہندو مہاسبھا اور آر ایس ایس کی قیادت میں ہندوؤں کا ایک حلقہ پرارتھنا سبھا میں قرآن اور انجیل کی آیات کی تلاوت کی مخالفت کرنے لگا، یہاں تک کہ پمفلٹ اور ہینڈ بل بھی تقسیم کیے گئے کہ اگر گاندھی جی نے اپنا طور طریقہ نہیں بدلا تو گاندھی جی کو قتل کرنے کی تدبیر بھی سوچی جائے گی۔ یہ بھی کہا گیا کہ گاندھی جی ہندوؤں کے دشمن اور ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کی طرفداری کرتے ہیں۔

(India wins freedom p.240,241-Orient Longman Limited Madras)

صوبہ کشمیر اور ہندو پاک جنگ: سال ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت برطانوی حکومت (British Government) کی جانب سے انڈین ریاستوں (Indian States) کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ بھارت و پاکستان میں سے کسی کو منتخب کرلیں یا آزاد رہیں۔ ریاست جموں وکشمیر مسلم اکثریتی علاقہ تھا، لیکن وہاں کا راجہ ہری سنگھ ہندو تھا۔ اولاً اس نے ہندو پاک دونوں سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا، پھر آزادی کے بعد کچھ شرائط کے ساتھ بھارت سے منسلک ہونے کو ترجیح دی۔ کشمیر کے قبائلی فوجیوں نے بھارت کے ساتھ الحاق کو ناپسند کیا اور ریاستی فوج اور قبائلی فوج میں جنگ شروع ہوگئی۔ قبائلی افواج کو پاکستان کی حمایت حاصل تھی اور ہری سنگھ کی ریاستی فوج کو بھارت کی حمایت حاصل تھی۔

کراچی معاہدہ: سال ۱۹۴۹ء۔ کشمیر میں جنگی کاروائیوں اور آپسی خونریزیوں کو بند کرنے کے لیے اقوام متحدہ (United Nations) کی سیکوریٹی کونسل (Security Council) نے ریزولیشن 47 (The Security Council Resolution 47) کے مطابق ایک یونائیٹڈ نیشنز کمیشن فار انڈیا اینڈ پاکستان (United Nations Commission for India and Pakistan) 22 اپریل ۱۹۴۸ء کو تشکیل دیا۔ اس کمیشن نے ہندو پاک دونوں سے بات چیت کر کے اگست 1949 میں ایک ریزولیشن پاس کیا۔ اس ریزولیشن کو دونوں ملکوں نے تسلیم کرلیا۔

اسی بین الاقوامی کمیشن نے کشمیر کے دو حصے بنا کر جنگ بندی کی سرحد (Line of Cease-fire) مقرر کردی۔ یہی سرحد انٹرنیشنل باؤنڈری (International Boundry) کہلاتی ہے۔ 31 دسمبر 1948 کو جنگ بندی (Cease-fire) ہوگئی۔ دونوں ملکوں نے جنگ بندی اور سرحد کو قبول کرلیا۔ جموں وکشمیر کا دو تہائی (Two-third) حصہ ہندوستان کو دیا گیا اور ایک تہائی حصہ (One-third) پاکستان کو دیا گیا۔ دونوں ملکوں نے اپنے علاقہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ پاکستانی کشمیر آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔

اسی ریزولیشن کے مطابق کشمیر کی جنگ بندی سے متعلق ہندو پاک کے مابین کراچی میں 27 جولائی 1949 کو دونوں ملکوں کے فوجی نمائندوں کے مابین معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ میں دونوں ملکوں کے فوجی آفیسران اور بین الاقوامی کمیشن کے آفیسران شریک تھے۔ بھارت کی جانب سے جنرل ایس ایم شری نگیش (S.M.Shrinagesh) نے دستخط کیے۔ پاکستان کی جانب سے جنرل ڈبلیو جے کاؤتھرن (W.J.Cawthorn) نے دستخط کیے۔ یونائیٹڈ نیشنز سیکوریٹی کونسل فار انڈیا اینڈ پاکستان (UNCIP) کی جانب سے ہرنانڈو سمپر (Hernando Samper) اور ایم ڈیلوائے (M Delvoie) نے دستخط کیے۔ دونوں ملکوں کے دیگر فوجی آفیسران بھی اس معاہدہ کے وقت حاضر تھے۔

دہلی پیکٹ: سال 1950۔ تقسیم ہند کے وقت بہت سے مسلمان پاکستان ہجرت کر گئے، اسی طرح پاکستان سے بہت سے ہندو، انڈیا

آ گئے۔ان سب کی تمام غیرمنقولہ زمین وجائیداد،گھر،کھیت دوسرے ملک میں تھے۔اسی طرح دونوں ملکوں میں اقلیتی جماعت موجودتھی۔پاکستان میں ہندواقلیت میں تھےاور ہندوستان میں مسلم اقلیت میں تھے،اس لیے دہلی میں دونوں ممالک کے وزیراعظم جواہرلال نہرو(۱۸۸۹ء-۱۹۶۴ء)اورلیاقت علی خاں (۱۸۹۶ء-۱۹۵۱ء)کے درمیان چھ دن تک 2 اپریل 1950تا 7 اپریل1950اس معاملہ کےحل کے لیے بات چیت ہوتی رہی۔

دونوں ملکوں کے مہاجرین کے لیے یہ طے پایا کہ مہاجرین اپنی زمین وجائیداداورگھر وکھیت کے مالک ہیں،وہ اس میں اپناتصرف کرسکتے ہیں۔مہاجرین اپنے اپنے ملک کوواپس ہوسکتے ہیں۔ان کے ساتھ کسی قسم کا تشدد نہ کیا جائے۔اسی طرح اغوا کی گئی عورتیں واپس کی جائیں۔دونوں ملکوں میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اقلیتی کمیشن (Minority Commission)تشکیل دیئے جائیں۔دونوں ملکوں کے مابین جذبہ خیرسگالی کوفروغ دیاجائے اور جنگ سے بچاجائے۔اس معاہدہ پر8اپریل1950 کودونوں ملکوں کےوزیراعظم کےدستخط ہوئے۔ یہ معاہدہ دہلی پیکٹ(Delhi Pact)کےنام سےمتعارف ہوا۔

جن سنگھ پارٹی (BJS) کا قیام: سال ۱۹۵۱ء۔بی جے پی دراصل ''بھارتیہ جن سنگھ پارٹی ''(B J S) کی نئی شکل ہے۔سال1951 میں بھارتیہ جن سنگھ(BJS) کا وجود ہوا۔ڈاکٹر شیاما پرسادمکھرجی (۱۹۰۱ء- ۱۹۵۳ء) نے یہ پارٹی بنائی ۔شیاما پرسادمکھرجی کی کلکتہ(بنگال) میں 06:جولائی 1901 کو پیدائش ہوئی اور 23:جون 1953 کوجموں وکشمیر میں موت ہوئی۔شیاما پرسادمکھرجی کانگریس کی عبوری مرکزی حکومت میں کامرس اورانڈسٹری کا وزیر(Minister of Commerce and Industry)تھا۔یہ کانگریس کا کابینائی وزیر(Cabinet Minister)اور''ہندومہاسبھا'' کاصدرتھا۔

جب ہندومہاسبھاکےممبر ناتھورام گوڈسے نے 30 جنوری1948 کوگاندھی جی کوہلاک کردیاتو اس نے دسمبر۱۹۴۸ء میں ہندومہاسبھا کی صدارت سے استعفیٰ دیدیا۔مکھرجی کانگریس کی عبوری حکومت میں15 اگست 1947 سے 06 اپریل1950 تک اپنے عہدہ پررہا، پھر جموں وکشمیر سے متعلق جب کانگریس حکومت نے آرٹیکل 370 پاس کیااور جموں وکشمیرکو خاص رعایت دی گئی تو اس نے اس کی مخالفت میں وزارت سے استعفیٰ دے کرجموں وکشمیر کے ہندوستان میں مکمل انضمام کاموضوع اٹھایا،پھر آرایس ایس(RSS) کے گروگولوالکر(Golwalkar) سے ملاقات کے بعد21 اکتوبر 1951 کوشیاما پرسادمکھرجی نے دہلی میں''بھارتیہ جن سنگھ پارٹی'' بنائی۔مکھرجی نے جن سنگھ پارٹی کی نگرانی (Supervision)اورکنٹرول (Control) آرایس ایس(RSS)کے سپردکیا۔06اپریل1980 کوبھارتیہ جن سنگھ پارٹی (BJS) کی تجدیدکاری ہوئی اوراس کا نام''بھارتیہ جنتا پارٹی''(BJP) رکھا گیا۔اٹل بہاری واجپائی کوبی جے پی کا پہلا صدرمنتخب کیا گیا۔

(جاری)

(مضمون نگارکی رائے سےادارے کامتفق ہوناضروری نہیں)

اصلاح معاشرہ میں اعلیٰ حضرت کا کردار

از: مولانا محمد شمیم احمد نوری، خادم دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

بلاشبہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک انتہائی نابغۂ روزگار عالم دین اور عبقری شخصیت تھے، آپ کی پوری زندگی اسلام کے علمی اور روحانی اقدار کو زندہ کرنے اور لوگوں تک اسلام کا آفاقی پیغام پہنچانے اور احقاق حق وابطال باطل میں گزری۔ آپ کی دینی، علمی، فقہی، تحقیقی، تحریری وتصنیفی نیز اصلاحی خدمات کا اعتراف اپنے اور بیگانے سب نے کیا ہے اور آپ کی تحریروں، تصنیفات اور رشحات کو عالم اسلام تک پہنچانے میں مختلف جامعات کے اسکالرز اور بہت سی دینی تنظیموں اور ہمارے علمائے کرام نے بھرپور حصہ لیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ چودھویں صدی کے مجدد اور امام تھے۔ ۱۰ر شوال المکرّم ۱۲۷۲ ہجری/ ۱۴ جون ۱۸۵۶ عیسوی کو بریلی شریف میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ ہجری/ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۲۱ عیسوی کو اس دنیائے فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ اس ۶۸ سالہ مختصر عمر میں آپ نے احیا وتجدید دین کے حوالے سے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ آپ کی عظیم الشان خداداد تصنیفی خدمات کو دیکھ کر آج بھی بڑے بڑے اصحاب علم وفضل انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

آپ نے جہاں بہت سارے علوم وفنون پر تحقیق وتدقیق کا باضابطہ حق ادا کیا وہیں معاشرہ کی اصلاح اور قوم وملت کے درمیان مروجہ خرابیوں کو دور کرنے کی جو کوششیں کی ہیں وہ بھی بے مثال ہیں۔ آپ نے اپنی تحریروں کے ذریعہ امت مسلمہ کی بے راہ روی، خرافاتی رسم ورواج، ہر طرح کی بدعات سئیہ وقبیحہ، اسلام کے نام پر غیر شرعی امور پر ترجیح اور جاہل صوفیوں کے بے جا طرز تکلم پر خوب قدغن لگائی ہے۔ اب آیئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں پائی جانے والی جن بدعات وخرافات اور خلاف سنت روایات کا مقابلہ فرمایا اور اپنے دور میں جن اصلاحی اقدامات کو عملی جامہ پہنایا ان میں سے چند اصلاحی کوششوں کو ہم یہاں بالاختصار درج کررہے ہیں:

نسب پر تفاخر: دور حاضر میں نسب پر فخر کرنے کی وبا عام ہے، ہر کوئی اپنے آپ کو نسب کے اعتبار سے بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس شرافت عرفی کو بنیاد بنا کر لوگ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ جب کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس سلسلے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں:

''شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقٰکم'' تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ ہاں! دربارۂ نکاح

اس کا ضرور اعتبار رکھا جائے گا''۔(فتاویٰ رضویہ ج/ ۵ص/ ۲۹۵)

مزید فرماتے ہیں:

''اگر کوئی چمار بھی مسلمان ہو تو مسلمان کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے۔ وہ ہمارا دینی بھائی ہوگا''۔(ایضاً ص/۲۹۴)

کفار کے میلوں میں جانا: ہندوؤں کے میلوں مثلاً دسہرہ اور دیوالی وغیرہ میں جانے کے بابت اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ ہنود کے میلوں میں جانا کیسا ہے؟ کیا تجارت پیشہ لوگوں کا بھی جانا ممنوع ہے؟ تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

''ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنے مذہبی نقطۂ نظر سے کفر و شرک کریں گے، کفر کی آواز سے چلائیں گے تو ظاہر ہے ایسی صورت میں جانا سخت حرام ہے اور اگر مذہبی میلہ نہیں ہے، لہو ولعب کا ہے جب بھی ناممکن منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشہ بنانا جائز نہیں اور اگر تجارت کے لیے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر و شرک کا ہے تو جانا ناجائز وممنوع کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ ہے اور اگر لہو ولعب کا ہے تو خود اس سے بچے۔ ہاں! ایک صورت جواز مطلق کی وہ یہ کہ عالم انہیں ہدایت اور اسلام کی دعوت کے لیے جائے۔ جب کہ اس پر قادر ہو۔ یہ جانا حسن ومحمود ہے۔ اگر چہ ان کا مذہبی میلہ ہو، ایسا تشریف لے جانا خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہا ثابت ہے''۔

(عرفان شریعت حصہ/ ا ص/ ۲۶، ۲۷ ملخصاً)

(ادارتی نوٹ: کفار ومشرکین کے میلوں میں جب تجارت کے لیے جانا ممنوع و ناجائز ہے تو خود ان کفار و مشرکین کے مذہبی تیوہاروں میں حصہ لینا، ان کی رسوم میں شامل ہونا، دیوالی، دسہرا، راکھی، ہولی، اسی طرح کے ان کے خالص مذہبی تیوہاروں کی مبارکبادیاں دینا، خوشیاں منانا کس قدر سخت ممنوع اور غیر شرعی ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک بخوبی لگا سکتا ہے مگر آج ہمارا معاشرہ اپنے دین و مذہب، شرعی اصول وقوانین سے اتنا دور جا چکا ہے اور اتنا بے لگام ہو چکا ہے کہ اسے حرام وحلال، کفر وایمان اور جائز وناجائز کی نہ تو کوئی تمیز رہی ہے اور نہ کوئی لحاظ۔ نہ خوف خدا اور نہ شرم نبی۔ آج آپ کو گاؤں گاؤں، بستی بستی، محلے محلے اور ہر گلی کوچے میں مسلمانوں کے نام سے لگائے گئے ایسے بینر و پوسٹر اور ہورڈنگ بھرپور انداز میں دیواروں پر چسپاں اور ستونوں پر آویزاں مل جائیں گے کہ جس میں ہر چھٹ بھیا نیتا جس کی نہ کوئی حیثیت اور نہ سیاسی پارٹیوں میں اس کی کوئی اہمیت پھر بھی وہ ان بینروں اور پوسٹروں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو دیوالی، ہولی، رکشابندھن وغیرہ کی مبارکبادیاں دیتا ہوا نظر آرہا ہے اور اس کے پیچھے اس کا فاسد خیال یہ ہے کہ ان مبارکبادیوں کی وجہ سے اسے الیکشن میں کفار ومشرکین کے ووٹ حاصل ہو جائیں گے، یہ لوگ اس سے راضی اور خوش ہو جائیں گے اور اسے اپنا سمجھنے لگیں گے۔ حالانکہ یہ اس کی خوام خیالی ہے۔ ملک میں روز بروز پھیلتی جا رہی قوم مسلم کے خلاف نفرت سے بھی اسے سبق حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ جبکہ شریعت اسلامیہ نے ایسی مبارکبادیوں کو کفر تک لکھا ہے۔ اللہ رب العزت ہمارے حال پر رحم

فرمائے۔آج سیاسی عہدے حاصل کرنے کے لیے ہم اپنے دین و مذہب تک کو سیاست کی دہلیز پر قربان کرنے پر تلے پڑے ہیں۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ اس عام وبا سے اپنے معاشرے کو محفوظ کرنے کی بیداری مہم چلائی جائے، مضمون نگار حضرات ہندی، اردو اور انگریزی وغیرہ میں مضمون لکھیں، خطباء اپنی ہر تقریر کا اسے جز بنا لیں، ائمہ کرام اپنی اپنی مسجدوں میں نمازیوں کو ان سیاسی مبارکبادیوں کا حکم شرعی بتائیں، علمائے کرام اور مشائخ عظام اپنے اپنے حلقوں میں لوگوں کو سختی کے ساتھ اس سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دور حاضر کی دیگر برائیوں میں سے اس وقت یہ سب سے بڑی برائی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں کا ایمان خطرے میں پڑ چکا ہے اور افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی اس طرف نہ تو توجہ دے رہا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا حکم شرعی خود معلوم کر رہا ہے اور نہ دوسرے کو بتا رہا ہے۔محمد سلیم بریلوی)

محرم وصفر میں نکاح: کچھ مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہے کہ محرم اور صفر کے مہینے میں شادی نہیں کرنا چاہیے اس تعلق سے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''نکاح کسی مہینے میں منع نہیں ہے، یہ غلط مشہور ہے''۔

(الملفوظ حصہ اول ص/ ۳۶)

طاقوں ودرختوں پر شہید مرد: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو چاول، شیرینی وغیرہ فاتحہ دلاتے ہیں، ہار لگاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ اس بابت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ:

''یہ سب واہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقت اور بطالت ہیں، ان کا ازالہ لازم۔''

(احکام شریعت حصہ اول، ص/۱۳)

فرضی قبروں کا حکم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے فرضی اور مصنوعی قبر کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

''قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے لیے وہ افعال (چادریں چڑھانا وغیرہ) کرانا گناہ ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج/۴ص/ ۵۱۱)

''فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا، ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہوسکتی''(حوالۂ سابقہ)

اور ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی اس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر۔تو جو امر سنت وحرام یا مستحب وکفر میں متردد ہو وہ ضرور حرام وممنوع ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد/۴ص/۱۴۱)

مزار کی چادریں: عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایک ہی مزار پر روزانہ بیسیوں چادریں چڑھا دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت نے نہ صرف یہ کہ ایسے لوگوں کو درست طریقہ بتایا بلکہ ان چادروں کا صحیح

مصرف بھی یوں ارشاد فرمایا:

''جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں، اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں''۔(احکام شریعت حصہ اول ص/۶۲)

عورتوں کا مزارات اولیاء پر جانا: عورتوں کے مزارات اولیاء اور عام قبروں پر جانے کے بارے میں سوالات کے جواب میں ارقام فرمایا:

''عورتوں کے مزارات اولیاء، مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے''۔(احکام شریعت دوم ص/ ۱۸)

''اصح (زیادہ صحیح) یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد/۴ص/ ۱۶۵)

شادی کی رسمیں: آج کل شادیوں میں طرح طرح کی غلط رسم و رواج عام ہوگئی ہیں۔ وہ مسلمان جو مغربی تہذیب و تمدن کا دیوانہ ہو گیا ہے ان رسموں کو بجا لانا اپنے لئے فخر سمجھتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت اس بابت فرماتے ہیں کہ

''آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہیں بے شک حرام اور پورا حرام ہے۔ اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ جس شادی میں اس طرح کی حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مرد اور عورتوں پر لازم ہے فوراً اسی وقت محفل سے اٹھ جائیں''،

(فتاویٰ رضویہ/ ہادی الناس ص/۳)

تاش وشطرنج کھیلنا: ''یہ سب کھیل ممنوع اور ناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں۔ گنجفہ میں تصاویر ہیں اور انہیں عظمت کے ساتھ رکھتے ہیں اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ اس امر کے سبب سخت گناہ کا موجب ہے''۔(فتاوی رضویہ ج/۱۰ص/۴۴)

سیاہ خضاب: اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ سیاہ خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا:''کافر کا خضاب ہے''۔ دوسری حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے۔ جواز کا فتویٰ باطل و مردود ہے۔''

(احکام شریعت اول ص/۷۲)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا: آج کل مغربی تہذیب سے متاثر ماڈرن مزاج کے نوجوان لیڈر کہلانے والے نام نہاد مسلمان اونٹ کی طرح کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جب کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت سے جب استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور طریقۂ نصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے ادبی و بدتہذیبی یہ ہے کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے''۔(فتاویٰ افریقہ ص/ ۹)

مردوں کا جٹادھاری چوٹی رکھنا: آج کل کچھ لوگ جو اپنے آپ کو صوفی اور فقیری لائن کا کہتے ہیں ان لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ لمبی لمبی چوٹی رکھ لیتے ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت ایسے لوگوں کی اصلاح کی غرض سے فرماتے ہیں کہ

''مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے اگر چہ بعض فقیر رکھتے ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے: اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں''۔

(الملفوظ حصہ دوم)

تندرست کا بھیک مانگنا: دور حاضر میں میں بہت سے ایسے نام نہاد فقیر اور جوگی ہیں جو تندرست اور اعضاء وغیرہ صحیح سالم ہونے کے باوجود بھیک مانگتے نظر آتے ہیں جب کہ اگر وہ چاہیں تو محنت اور مزدوری کے ذریعہ اپنی ضروریات کی تکمیل کر سکتے ہیں، ایسے لوگوں کے تعلق سے اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

''قوی تندرست، قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے اور ان کا بھیک مانگنا حرام اور ان کو دینے میں حرام پر مدد۔ اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی حلال پیشہ اختیار کریں''۔

(الکشف شافیہ ص/ ۸۹)

اور تحریر فرماتے ہیں: بے ضرورت شرعی سوال کرنا حرام ہے اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلاضرورت سوال اپنا پیشہ بنالیا ہے وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک وخبیث ہے اور ان کا یہ حال جان کر ان کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ ناجائز وگناہ اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔ جب انہیں دینا ناجائز تو دلانے والا بھی داعی علی الخیر نہیں بلکہ داعی علی الشر ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ ج/۴ ص/ ۴۹۸)

ضروریات دین کے منکر کا حکم: فی الواقع جو بدعتی (بدمذہب) ضروریات دین میں سے کسی شئے کا منکر ہو باجماع مسلمین قطعاً کافر ہے، اگر چہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہوجائے۔ بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا میں دے۔۔۔لا واللہ ہرگز ہرگز کچھ قبول نہیں، جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے''۔

(اعلام الاعلام بانّ ہندوستان دارالاسلام مطبوعہ: بریلی ص/ ۱۵)

حاصل کلام یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد اعظم الشاہ امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرد اور معاشرے میں پائی جانے والی ہر طرح کی برائیوں، خرابیوں، بدعتوں، فضول و بے جا اور بے ہودہ رسموں اور خلاف شرع رواجوں کی اصلاح میں خوب خوب تگ ودو فرمائی جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مندرجہ بالا چند فرمودات، تحریرات وارشادات وفتاویٰ سے یہ بات بالکل آشکارا ہے۔

بارگاہ مولیٰ تعالی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے اصلاح معاشرہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

معاشرے میں بڑھتی بے راہ روی۔ایک لمحۂ فکریہ

از: مولانا محمد فیضان رضا علیمی، مدیر اعلیٰ سہ ماہی پیامِ بصیرت سیتامڑھی

خالقِ کائنات نے اس خاکدانِ گیتی پر بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا اور ہر ایک کی پیدائش کا کوئی نہ کوئی مقصد رکھا۔نیز اس کے جینے کے طور طریقوں کو بھی اس کے رہن سہن کے اعتبار سے طے کیا۔ اب اگر کوئی مخلوق اپنے مقصدِ تخلیق سے ہٹ کر کوئی امرِ بدانجام دینے لگے تو اس کو بے راہ روی کا شکار سمجھا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یہ اپنے مقصد سے ہٹ چکی ہے۔مثلاً سورج کا کام دن میں روشنی دینا ہے اور چاند کا رات میں چاندنی دینا۔تو بالفرض اگر سورج اپنا کام رات میں کرنے لگے اور چاند دن میں تو دنیا تباہ و برباد ہو جائیگی۔اسی طرح آفتاب روزانہ پورب سے نکلتا اور پچھم میں ڈوبتا ہے اور چاند مغرب سے نکلتا اور مشرق میں ڈوبتا ہے لیکن یہی اگر اپنے نکلنے کی جگہ کو پلٹ دیں تو قیامت برپا ہو جائے گی۔یوں ہی اللہ، خالقِ ارض وسما کی تخلیقات میں سے اشرف الخلوقات کی حیثیت رکھنے والے انسان کی تخلیق کا بھی خاص مقصد ہے اور اس کے بھی اصول وضوابط اور قوانین ہیں جس کو مالکِ حقیقی اور اس کے پیارے حبیب جل مجدہ و صلی اللہ علیہ وسلم نے اجاگر کر دیا ہے۔اب اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اپنے مقصدِ تخلیق سے الگ ہٹنے والا شمار کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وہ بے راہ روی کا شکار ہو چکا ہے۔ذیل کے سطروں میں انسانی معاشرے کی بڑھتی ہوئی بے راہ روی کا جائزہ لیا جائے گا اور اس کے اسباب وعلل پر غور کر کے اس کے سدِّ باب کے لیے ایک بہترین لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔"وما توفیقی الا باللہ"

حیا کا فقدان اور اس کے اسباب وعلل: معاشرتی امور پر نگاہ رکھنے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت ہمارا معاشرہ کتنی تیزی سے بے راہ روی کی طرف گامزن ہو رہا ہے جس کی بنیادی وجہ ہماری نوجوان نسل سے حیا کے تصور کا ختم ہونا ہے۔کسی معاشرہ کو پستی کے نچلے حصہ پر دیکھنا ہو تو اس کے اندر سے حیا جیسی پاکیزہ شئے کو نکال دیجیے پھر دیکھئے اس قوم کا حال کیا ہوتا ہے اور آج ہمارے ساتھ بھی یہی کیا جا رہا ہے۔اسلام مخالف طاقتیں ہمارے نوجوانوں کو حیا جیسی مقدس چیز کا غلط مطلب بتا رہی ہیں۔

ہماری نوجوان نسل کو حیا کا مطلب یہ سمجھایا جاتا ہے کہ نظروں میں حیا ہونی چاہیے، حیا نگاہوں سے ہوتی ہے۔اس کی حفاظت کرو وغیرہ وغیرہ۔اس طرح انہیں حیا کے صحیح مفہوم سے غافل رکھا جاتا ہے۔اس طرح کی باتیں بتا کر انہیں مکمل آزادی کا پروانہ پکڑا دیا جا رہا ہے کہ اب جو چاہیں کریں اور جو چاہیں سوچیں یا سمجھیں۔صرف نظروں میں حیا ہونی چاہیے۔جبکہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ جہاں حیا نہیں ہوتی وہاں ایمان کا نصف حصہ نہیں ہوتا، حضور نبی کریم ﷺ نے حیا کو نصفِ ایمان بتایا اور آج لوگ صرف نظروں میں حیا کو منحصر کر چکے ہیں اور حال یہ ہے کہ اس کی آڑ میں نوجوان طبقہ ایسی ایسی رزیل حرکت کر جاتا ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں ہوتا۔حیا تو ایسا وصف ہے کہ جتنا زیادہ ہو خیر ہی بڑھاتا

ہے۔ بلاشبہ نورِ ایمان جتنا زیادہ ہوگا شرم و حیا بھی اسی قدر پروان چڑھے گی۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا: حیا ایمان سے ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ، جلد ۶، صفحہ ۲۹۱، حدیث ۷۴۶۳)

وہ لوگ جو مخلوط محفلوں (جہاں مرد و عورت میں بے پردگی ہوتی ہو) مکمل بدن نہ ڈھانپنے والے لباس، روشن خیالی اور مادر پدر آزادی کو جدت و ترقی کا زینہ سمجھ کر انہیں فروغ دیتے ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ ان میں نورِ ایمان کتنا کم ہوگیا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ!

بے حیائی اور بے پردگی اس قدر عام ہوگئی ہے کہ حیا والے شخص کو عیب دار، دقیانوسی خیالات کا حامل سمجھا جاتا ہے اور اگر ہماری عورتیں اور بچیاں حیا کرتی ہیں تو ان کو دادی اماں، بڑھیاں، استانی جی اور پرانے خیال کی عورتیں کہا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اگر کسی پروفیشنل پروگرامز میں باپردہ چلی جائیں تو خود عورتیں ان کو تحقیر و تذلیل کی نظر سے دیکھتی ہیں اور حوصلہ شکن جملوں سے پکارتی ہیں۔

اس کے اسباب و علل پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو معاشرے میں بے حیائی عام کرنے کا سب سے بڑا سبب سوشل میڈیا پر دکھائے جانے والے ڈرامے اور اشتہارات ہیں جن کے ذریعے غلط باتوں کو اس طرح پیش کیا جارہا ہے کہ وہ صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ ابھی حالیہ دنوں میں ''ارطغرل غازی'' نامی ڈرامہ اور سیریل تو اس میں اور بڑا کردار نبھا گیا ہے۔ یہ ڈرامے باز لوگ اس طرح سے بے پردگی کو پیش کرتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا اسلام کے سچے داعی اور مبلغ یہی ہیں۔ جبکہ پڑوسی ملک کے سیریلوں کا بھی اس میں کلیدی کردار ہے۔

بے حیائی اور بے پردگی کا دوسرا سبب موجودہ اسکول اور کالجز ہیں کہ یہ اب مغربی تہذیب و ثقافت کے پیرو کار ہوگئے ہیں اور اپنے آپ کو اسی کلچر میں ڈھالنا باعث فخر سمجھنے لگے ہیں۔ یہاں چاہے جتنا اعلیٰ خاندان اور قبیلے کی بچیاں ہی کیوں نہ ہوں جب وہ اسکول اور کالج میں پڑھنے جاتی ہیں تو دو چار مہینے نہیں ہوتے کہ ان کے سر سے دوپٹا اتر جاتا ہے۔ دوپٹا جو کل تک اس کی عزت کا سامان تھا آج وہی اس کو خراب لگنے لگتا ہے۔ لڑکے لڑکیوں کا اختلاط اعلیٰ تہذیب یافتہ ہونے کا سبب لگنے لگتا ہے۔ ابھی حالیہ دنوں میں جھارکھنڈ کے ایک کالج میں ایک لڑکی بُرقع لگا کر اپنا سرٹیفکٹ اور انعام لینے گئی تو اسے اس لیے روک دیا گیا کہ تم نقاب میں آئی ہو۔ پہلے اسے اتارو اس کے بعد سرٹیفکٹ ملے گا لیکن سلام ہو اس بچی پر کہ اس نے خالی ہاتھ واپس تو آنا گوارا کرلیا لیکن اپنے چہرے کو بے نقاب نہیں کیا۔

اس کا تیسرا سبب ہمارے معاشرہ کی شادی بیاہ کی تقریبات ہیں۔ ان میں آئے دن ایسے ایسے غلط اور اسلام مخالف رسوم و افعال ادا کیے جارہے ہیں کہ جس کو دیکھ اور سن کر بڑا قلق ہوتا ہے۔ کبھی گیت کے نام پر، کبھی ہلدی کے نام پر، تو کبھی مہندی کے نام پر جوان لڑکیاں یکجا ہوتی ہیں اور بغیر کسی پاس و لحاظ کے خوب مست ہوکر ساری بیہودہ رسمیں ادا کرتی ہیں جن میں شامل ہونے والے اکثر لڑکے اور مردان کے لیے غیر محرم ہوتے ہیں۔ اب تو ان میں اس قدر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جاتا ہے جیسے یہ غلط ہے ہی نہیں اور اگر کوئی بچنا بھی چاہتی ہے تو زبردستی اس کو ان میں ملوث کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایسی تقریب میں دوسرے نوجوان لڑکے بغیر کسی روک ٹوک کے شامل ہوتے ہیں۔

زنا بالجبر اور زنا بالرضا کا بڑھتا چلن: اس معاشرہ میں اب

زنا کی یہ دونوں قسمیں عام ہوگئی ہیں اور اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو زنا بالجبر کے مقابلے میں زنا بالرضا کا چلن زیادہ عام ہو رہا ہے۔ اس میں زیادہ تر شادی شدہ مرد و خاتون مبتلا پائے جاتے ہیں۔ اس دور پرفتن میں ایک سب سے بڑی وجہ زنا بالرضا کی یہ ہے کہ مرد چار چار پانچ پانچ سال اپنی بیوی کو چھوڑ کر عرب ممالک میں کسب معاش کرتا رہتا اور یہاں عورت ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ ہر روز بدکاری میں مبتلا رہتی ہے۔ اس کا ایک آسان طریقہ اب یہ اپنایا جا رہا ہے کہ عورت اپنے گھر سے تنہا بازار کرنے کے نام پر نکلتی ہے اور اپنے عاشق کو بلوا کر کرایہ والا کمرہ لے کر اپنی ہوس کی پیاس مٹاتی ہے۔ یہاں تک دیکھا اور سنا گیا ہے کہ جس گھر میں کوئی مرد نہیں ہوتا اس گھر کی فحاش عورت غیر محرم مردوں کو بلا کر رات رات بھر اس کے ساتھ گزارتی ہیں اور خوب مگن رہتی ہے۔ جبکہ اس معاملے میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں برابر کی شریک ہیں۔

زنا بالرضا کا چلن اس طور پر بھی عام ہو رہا ہے کہ اب اسکول کالج میں لڑکیاں اپنے گھر سے کوسوں دور عصری تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتی ہیں اور وہاں کسی لڑکے سے پہلے دوستانہ تعلقات قائم کرتی ہیں پھر اس کے جھانسے میں آ کر اس کے ساتھ اپنی خوشی سے امرِ بد کو انجام دیتی ہیں۔ گھر والوں کو اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ اس بات پر نظر رکھ سکیں کہ ہماری بچیاں پڑھنے اور کوچنگ کے نام پر کہاں جا رہی ہیں، کس کے ساتھ جا رہی ہیں اور اتنے وقت تک کہاں رہ رہی ہیں۔ یہ وبا اب ہمارے معاشرہ میں بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور اب تو حال یہ ہے کہ ہماری یہ بچیاں غیر مسلم نوجوانوں کے دام تزویر میں پھنس کر اپنا سماج بھی چھوڑ رہی ہیں، اپنے عزیز و اقارب سے بھی دور ہو رہی ہیں اور اپنے دین و مذہب کو بھی ترک کر رہی ہیں۔

اگر زنا بالرضا کے معاملہ میں ہم لڑکوں کی بات کریں وہ بھی برابر کے شریک ہیں کہ ایسا نہیں کہ صرف لڑکی اس کے کرنے پر راضی ہوتی اور لڑکا مجبور بلکہ یہ بھی اتنا ہی خوش ہوتا ہے اور برابر کا شریک بھی ہوتا ہے۔ زنا بالجبر کی بات کی جائے تو اس میں معاشرہ کے بیہودہ اور کمینے قسم کے لڑکے اور لڑکی زیادہ ملوث دیکھنے کو ملتے ہیں۔ زنا بالجبر زیادہ تر غیر مذہب کے لڑکے مسلم لڑکیوں سے کرتے ہیں۔ شرعی طور پر اگر ہم دونوں قسموں کی بات کریں تو دونوں میں بڑی تفریق ملتی ہے۔

زنا بالرضا کے متعلق یہ حکم ہے کہ اسلامی سلطنت میں دونوں پر اگر وہ کنوارے ہوں تو حد قائم کی جائے گی اور اگر شادی شدہ ہیں تو انہیں سنگسار کیا جائے گا اور اگر زنا بالجبر کا صدور ہو رہا ہے تو اس میں دیکھا جائے گا کہ جابر کون ہے اور مجبور کون، جابر پر حد و سنگسار حسب مراتب لاحق ہوں گے اور مجبور معاف کیا جائے گا۔ تفصیلی معلومات کے لیے کتبِ فقہ کی طرف مراجعت کریں۔

نافرمانیِ والدین کی کثرت: والدین کی عظمت و رفعت اور ان کے بلندیِ مراتب کا ذکر قرآن عظیم میں جگہ جگہ پایا جاتا ہے یہ قرآنی حکم مسلم امہ کو اس کا درس دیتا ہے کہ اپنے والدین کی عزت و عظمت کرو، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ان کا کہا مانو، ان کو اف تک نہ کہو وغیرہ وغیرہ۔ اسلامی تعلیمات تو یہاں تک ہیں کہ اپنے والدین کے دوستوں کے ساتھ بھی بہتر سلوک کرو لیکن مرور زمانہ نے

ہمیں ایسا دن دکھایا کہ آنکھیں اشک بار اور دل مضطرب ہوتا جارہا ہے۔ والدین کی قدر ومنزلت کی جیسی تعلیم مذہب اسلام میں ہے اور کسی دوسرے مذہب ودھرم میں نہیں۔ اس کے باوجود معاشرہ میں ان کی بے توقیری کے معاملات بڑھتے جارہے ہیں۔ آئے دن دیکھنے سننے میں آتا ہے کہ آج اس کے بیٹے نے اپنے باپ کو مارا پیٹا ہے تو کل اس کا حال یہاں تک ہوجاتا ہے کہ اسی باپ کے بنائے ہوئے گھر میں رہنے والا بیٹا اپنے میں مگن ہوکر کھاتا پیتا ہے اور ماں باپ بھوکے سوتے ہیں۔ میں نے کچھ ایسے ناہنجار کو یہاں تک کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم نے مجھے پیدا ہی کیوں کیا ہے اور گالی تو ایسی ایسی کہ ذہن ودماغ مضطرب ہوجائے۔ العیاذ باللہ!

اس کے اسباب وعلل کو اگر تلاش کیا جائے تو دو چند باتیں بڑی اہم معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اس نے اپنے بچوں کو دین اور تعلیمِ دین سے بالکل دور رکھا اور دنیاوی تعلیم بھی وہ نہیں دے سکا جو دینا چاہیے۔ جب اس نے کبھی ماں باپ کی قدر ومنزلت کے بارے میں کچھ پڑھا ہی نہیں تو کیا جانے کہ ان کو کیسے رکھا جائے۔ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ دوسری وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں لوگ اپنے باپ اور ماں کو اپنے کلچر میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ بیچارے اپنی پرانی ریت ورواج کو اپنائے رہتے ہیں جس سے اس کے بچوں کو سمجھ میں آتا ہے کہ میری عزت میرے والدین کی وجہ سے گھٹ رہی ہے لہٰذا وہ ان کو اپنے سے دور رکھنے کا فیصلہ کرلیتے ہیں۔ بے توقیری کی ایک وجہ اور معلوم ہوتی ہے اور وہ ہے ساس و بہو کا جھگڑا جس میں میری معلومات کے اعتبار سے دونوں برابر کی شریک ہیں لیکن بیٹا اپنی بیوی کی سن کر ماں باپ کو الگ کردیتا ہے یہ ایک افسوس ناک امر ہے۔

سد باب کے لیے چند تجاویز:

☆ معاشرہ میں بڑھتی بے راہ روی کی روک تھام کے لیے پوری امت مسلمہ کو اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے آگے آنا ہوگا۔ اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔

☆ حیا جیسی پاکیزہ شئے کا صحیح مفہوم امت کے نوجوانوں کو بتانا ہوگا اس کے لیے ہمارے علما اور طلبا اپنے اپنے حلقۂ احباب میں کوشش کریں۔

☆ زنا جیسی بیماری اور انسانیت سوز جرائم سے بچنے کے لیے اس پر نازل ہونے والی وعیدیں اور معاشرتی خرابیوں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنا ہوگا اور ایک کامل اور بہتر معاشرہ بنانے کے لیے چند باہمت اور نیک انسانوں کو میدان میں آنا ہوگا۔ جو گھر اور جو فرد ایسی حرکت میں ملوث ملے اس سے پورا سماج قطع تعلق کرے اور دوری اپنائے۔

☆ والدین کی نافرمانی کی واردات میں آئے دن اضافہ ہورہا ہے اس لیے ہر والدین کو سوچنا ہوگا کہ ان سے کمی کہاں رہ گئی ہے اور جن کے بچے ابھی چھوٹے ہیں وہ دینی تعلیم لازماً دلوائیں اور اپنے گھر میں دینی ماحول پیدا کریں۔ ساتھ ہی اپنے والدین کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں کہ بچے جو دیکھتے ہیں وہ زیادہ سیکھتے ہیں۔ اور آپ جیسا کروگے بچے ویسا ہی تاثر بھی لیں گے۔ جیسا کہ ایک مشہور مقولہ ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''

☆ والدین کو چاہیے کہ اپنے بچے اور بچی کو خود اسکول چھوڑ دیا کریں اور خود ہی لایا کریں۔ ایسے حالات میں جب کہ بچے بچیوں کے ساتھ بڑی درندگی کا سلوک کیا جارہا ہے، مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں، جرائم

پیشہ افراد کے اندر سے قانون کے محاسبہ کا خوف ختم ہو گیا ہے اور ساتھ ہی بچے اور بچیوں کی بے راہ روی اور غلط جانب بڑھتے قدم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ایسے میں اسکول کالج خود سے چھوڑنا اور لانا ایک بڑے خطرے سے انہیں محفوظ کرنا ہے۔ اس لیے اس میں پہل کرنا چاہیے۔

☆ ہمارے معاشرے کے بااثر افراد کو چاہیے کہ محض انسانیت کے تحت کوئی کسی اجنبی کو کسی بچے/ بچی کو کسی ویران علاقے یا خالی گھر کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھیں تو اپنی جرأت اور قوت ایمانی کا ثبوت دیں اور پوچھیں کہ تم کون ہو؟ اس بچے یا بچی سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ کہاں لے جا رہے ہو؟ یاد رکھیں آپ کے اس قدم سے بہت سارے بچے/ بچیوں کی جان اور عزت وعفت بچ جائے گی۔

☆ انٹرنیٹ اور موبائل فون کے غلط استعمال نے نہ صرف نئی نسل کی اخلاقیات کو برباد کیا ہے بلکہ نوجوانوں کو جرائم کی طرف بھی راغب کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تعلیم یافتہ اور خوش حال گھرانوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا تصور بھی رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس لیے والدین اور گارجین کو چاہیے کہ اپنے بچوں اور بچیوں کے موبائل پر گہری نظر رکھیں اور گاہے بگاہے ان کے موبائل کو چیک کرتے رہیں۔ اس کے لیے آپ کو پہلے ایسا ماحول بنانا ہوگا۔ پھر ان کو باخبر کرنا ہوگا کہ ان کا موبائل گھر کا کوئی بھی فرد کبھی کبھی چیک کر سکتا ہے۔ اس سے بہت حد تک وہ بدکاری اور برائی جو موبائل کی پیدا شدہ ہے اس پر کنٹرول ہو سکتا ہے۔

☆

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ۔ملتِ اسلامیہ کے ایک عظیم دانشور

از۔ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی، شعبۂ جغرافیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

موجودہ زمانے میں نافع شخصیتوں سے مستفیض و مستفید ہونے سے عوام وخواص اس لیے بھی محروم ہوئے کہ ان حضرات کا اور ان کے کارناموں کا صحیح معنی میں تعارف نہ ہوسکا۔ ایسی متعدد شخصیات مختلف ادوار اور مختلف شعبہ جات میں منصۂ شہود پر آئیں اور حیرت انگیز کارنامے بھی انجام دیے، لیکن کبھی کبھی کچھ وجوہ کی بنیاد پر یا کسی خاص عصبیت کی بنیاد پر یا تو ان شخصیات کی خدمات کا اعتراف نہیں کیا گیا یا قصداً تغافل سے کام لیا گیا۔ انہیں میں سے ایک شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بھی ہے۔جن کا علمی قد اُن لوگوں کے بھی درمیان دراز تھا جو ان سے فکری اور اعتقادی اختلاف رکھتے تھے، لیکن وہ تمام حضرات ان کی علمی گہرائی اور گیرائی کے معتقد ہونے کی حد تک معترف تھے۔

آپ بریلی شریف کے ایک نہایت متمول اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔آپ کے دادا مولانا رضا علی خان ایک بڑے عالم دین اور خطّۂ روہیل کھنڈ کے نامور افراد میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان صاحبان علم منقول اور معقول میں اپنی ایک امتیازی شان کے حامل تھے۔آغوش تربیت علمی تھی لہٰذا علم کی طرف رغبت ایک فطری بات تھی لیکن امام احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی وہبی اور کسبی صلاحیتوں سے اس میں چار چاند لگائے اور بڑی قلیل مدت میں اپنی شخصیت کو علمی حلقے میں ممتاز کرنے کی کامیاب سعی فرمائی۔

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے یہ سعی کسی منصوبے کے تحت نہیں کی، بلکہ ایک ذمہ دار عالم دین ہونے کے ناطے علمی فریضے انجام دیے اور درجہ بہ درجہ ان مراحل سے گزرتے ہوئے کمال کی حد تک درجۂ علمی تبحر کے حامل ہوگئے۔اور ایسے ایسے منفرد المثال علمی، تحقیقی، تخلیقی اور تجدیدی کارنامے انجام دیے کہ ان کے وصال کے سو سال گزر جانے کے بعد بھی ان کے علمی قد کا احاطہ کرنے کے لیے مزید تحقیقات جاری ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نہ کسی درسگاہ سے فارغ التحصیل تھے اور نہ ہی علم دین حاصل کرنے میں ان کے اساتذہ کی کوئی طویل فہرست ہمارے سامنے موجود ہے۔ان کے گھر سے ان کے بزرگوں کے ذریعہ ہی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، معدودِ چند علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے لیکن ان کی شخصیت سے جس قدر علمی جہات دیکھنے کو ملتی ہیں وہ اپنے آپ میں ایک قابل تحقیق انکشاف ہے اور اس اعتراف کا متقاضی ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک غیر معمولی خداداد صلاحیتوں کے حامل تھے جو گزرے ہوئے سو (۱۰۰) سالوں میں شاید ہی کسی دوسرے میں دیکھنے کو ملی ہوں اور آنے والے سو سالوں میں کسی اور میں دیکھنے کو ملیں، ایسی صرف تمنا کی جا سکتی ہے لیکن اب تک ایسی کوئی مثال سامنے سے نہیں گزری ہے۔

۲۲/سال کی کم عمری میں کسی شخص کا ایسا شہرۂ آفاق ہو جانا کہ جب وہ معرفت کے رموز و اسرار کی تلاش میں کسی شیخ کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا قصد کرے تو اس شیخ کی تلاش میں بھی ایک امتیاز کا متلاشی ہو اور جب یہ تلاش پوری ہو تو منزل مقصود بھی آگے بڑھ کر اس کا خیر مقدم اس طرح کرے کہ گویا اس شیخِ کامل نے راہ سلوک کے اس مسافر میں وہ تمام خوبیاں اپنی نگاہِ ولایت سے دیکھ لی ہوں جو اس شیخ کو روحانی تربیت کرانے کے واسطے درکار ہوں۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے شیخ امام العارفین خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہٗ نے امام احمد رضا کو ریاضتوں اور مجاہدات کے بغیر ہی اپنی خلافت سے مجاز و ماذون کر کے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کا ایک اہم نمائندہ بنا دیا اور وہیں سے ایک ایسا انقلاب برپا ہوتا چلا گیا کہ امام احمد رضا اپنی گونا گوں صلاحیتوں، علمی تبحر، تصلب فی الدین اور سب سے بڑھ کر عشقِ رسول ﷺ کی بنیاد پر ایک ایسے منصب پر فائز ہوئے کہ ان کے معاصرین نے ان کو متفقہ طور پر اپنا نمائندہ تسلیم کر لیا۔

کچھوچھہ شریف کے بزرگ ان کو ''قطب ارشاد'' سے تعبیر کرنے لگے اور اکابر بدایوں نے ان کو ''مجددِ مأۃِ حاضرہ'' کا لقب تفویض کیا۔ عوام الناس نے ''اعلیٰ حضرت'' کو تسلیم کیا اور خواص نے بریلی کے احمد رضا کو ''امام احمد رضا'' تصور کیا اور یہ سب اس لیے ہوا کہ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جس میدان میں قدم رکھا وہاں امتیاز ہی امتیاز تھا۔ خلوصِ نیت تھی، خشیت الٰہی تھی اور عشق رسول ﷺ تھا۔

عوام الناس کے درمیان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سب سے زیادہ متعارف بحیثیت نعت گو شاعر کے ہوئے۔ ''ملک سخن کی شاہی'' ان پر ایسی ''مسلّم'' تھی کہ نعتیہ شاعری کے میدان میں جب قدم رکھتے ہیں تو محققین اس بات کی تفریق کرنے میں قاصر نظر آتے ہیں کہ ان کے پورے کلام میں ابتدائیہ کلام کون سا ہے اور اختتامی دور کا کلام کون سا ہے۔ میرے ناقص مطالعے اور مشاہدے کے مطابق ایسی یکسانیت غالبؔ کے علاوہ کسی اور سخن ور میں دکھائی نہیں دیتی اگر یہ کہا جائے کہ نعتیہ شاعری کو ایک مستقل صنفِ سخن کی طرح متعارف کرانے میں امام احمد رضا کی شاعری کا کلیدی کردار ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ ''حدائق بخشش'' کا مطالعہ کرنے والے اہل علم اور اہل دل اس بات کی گواہی دیں گے کہ حضرت رضا کی شاعری مکمل طور سے آمد ہی آمد ہے۔ سنگلاخ زمینوں کو اپنا کر سہل ممتنع میں کلام کہہ دینا یقیناً ایک کرشمہ ہی تو ہے ۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائیں رحمت کی گھٹا بن کہ تمہارے گیسو

....

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی ایسی عمیق محبت امام احمد رضا کو عطا فرمائی تھی کہ صفحۂ قرطاس پر ثنائے رسول سجانے کے لیے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی ایک ادا کا یاد آنا کافی ہو جاتا تھا۔ ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے ذریعہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے عشق و محبت سے لبریز جو گوہرِ نایاب سلام پیش کیا اس جیسا دوسرا سلام شاید ہی امام احمد رضا ہی لکھتے سکتے تھے۔ جس کے ایک ایک شعر کی

تشریح وتفسیر میں کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، مندرجہ ذیل اشعار کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی انسان اس بات کی تصدیق کرسکتا ہے۔

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

ان کا ترجمۂ قرآن تراجم کی دنیا میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن عظیم کا ترجمہ کرنا ایک عالم دین اور ایک عربی داں کے قلم سے ہونا مافوق الادراک کام نہیں ہے لیکن مشیت ایزدی پر نظر رکھتے ہوئے کلام الٰہی کا ترجمہ کرنا یقیناً ایک امتیاز ہے اور یہ مقام اسی شخص کو حاصل ہوسکتا ہے جس پر صاحب قرآن کے الطاف وعنایات بے شمار ہوں۔

راقم الحروف جغرافیہ کا طالب علم ہے، جن آیات میں ارضیات اور جغرافیائی معاملات کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان آیات کا جس Scientific انداز میں ترجمہ کیا ہے اس کو پڑھ کر عصری درسگاہوں کے geographer and geologist بھی حیرت میں پڑ سکتے ہیں کہ جو تھیوریز امام احمد رضا قدس سرہٗ کی حیاتِ ظاہری کے بعد منظرِ عام پر آئیں ہوں انہوں نے ان سے بہت پہلے ان تھیوریوں سے تطبیق رکھتا ہوا ترجمہ رقم فرمایا ہے۔راقم اس کی دلیل میں سورۂ انبیاء کی ایک آیت کا ترجمہ ذکر کرے گا جس کو The Neglected Genius Of The East کے مؤلف ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اپنی تالیف میں پیش کیا تھا۔اس ترجمہ کو پڑھنے کے بعد راقم نے جب Theory of Isostasy کا مطالعہ کیا تو اچانک وہ ترجمہ ذہن میں آیا اور دل امام احمد رضا قدس سرہٗ کی علمی وسعتوں کا معترف ہوتا چلا گیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت پر تو کیا ہی کہا جاسکتا ہے۔ بڑے بڑے اساطینِ علم ان کے تفقہ کے معترف تھے اور ہیں۔ اعلیٰ حضرت فتویٰ نویسی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ہر مسئلہ کی تحقیق میں Inductive اور Deductive دونوں approaches کو اپنا کر فتویٰ کی شکل میں ایک فقہی شاہکار پیش کیا کرتے جس کی وجہ سے فقہی دنیا میں وہ صرف ایک فقیہ ہی نہیں بلکہ ایک مجتہدانہ شان کے حامل تھے۔ ہر فتویٰ کی یہ خصوصیت ہمارے سامنے ہے کہ سائل کے سوال کے جواب میں نہ صرف پیش رو فقہا و مجتہدین کی تحقیق پیش کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان سب کا نچوڑ اپنی تحقیق کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔اسی لیے ''فتاویٰ رضویہ'' موجودہ دور میں علمِ فقہ کی ایک ڈائرکٹری تصور کی جاتی ہے۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ۱۱؍ہزار صفحات پر مشتمل اس Encyclopedia میں اتنے علوم و فنون پر تحقیق پیش کی ہے کہ الگ کرنے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بیک وقت پچاس سے زائد علوم وفنون کے ماہر رہے ہوں گے۔

معروف ماہرِ ریاضیات ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد، سابق شیخ الجامعہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا امام احمد رضا سے متأثر ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ امام احمد رضا کو یقیناً علم ریاضی میں مہارت حاصل رہی ہوگی کیوں کہ اس دور میں سر ضیاء الدین بین الاقوامی سطح پر اپنی ریاضی دانی کے لیے معروف تھے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ علم فلکیات، معاشیات، اور اقتصادیات میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ان کے ترجمۂ قرآن کا مطالعہ کرنے والے حضرات یہ بخوبی جان لیں گے کہ اعلیٰ حضرت کتنے قابل یقین اور سائنٹفک انداز میں ان حوالوں سے اپنے علم کا اظہار فرماتے ہیں۔

حضرت فاضلِ بریلوی کو اقتصادیات کا کتنا گہرا علم تھا اس بات کا اندازہ پروفیسر رفیع اللہ صدیقی (Chairman Board of Intermediate and Secondary Education Hyderabad) کے ایک مضمون ''فاضل بریلوی کے چار معاشی نکات'' سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کرنسی نوٹ کے حوالے سے ''کفل الفقیہ الفاهم فی احکامِ قرطاس الدراهم'' رسالہ رقم فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ شاہکار یقیناً ان کی دانشورانہ اور عالمانہ صلاحیتوں پر دال ہے اور اگر اس کو بزبان انگریزی ترجمہ کر کے اس فن کے ماہرین کے درمیان بغرض مطالعہ پیش کیا ہوتا تو یقیناً اعلیٰ حضرت کا یہ رسالہ بینکنگ اسٹڈیز میں اہم Reference کی حیثیت کا حامل ہوتا۔

ایک انسان کی بیک وقت اتنے علوم وفنون پر مہارت کی حد تک رسائی ہونا عطیۂ خداوندی نہیں ہے تو کیا ہے؟ علم تفسیر و حدیث، اسلامی فقہ، اردو، عربی اور فارسی شاعری، تصوف، عقائد، سائنس، فلسفہ، ریاضی، علم نفسیات، فلکیات، اقتصادیات، طبعیات، عرضیات یہ ایسے شعبہ جات ہیں کہ جن میں امام احمد رضا کو ایک Authority کی حیثیت سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اگر ان تمام علوم وفنون پر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو مہارت اور امتیاز حاصل نہ بھی ہوتا تو بھی ان کی زندگی کا ایک شعبہ ایسا تھا جس کے ذریعہ وہ دنیا اور عقبیٰ میں مقبول ومعروف ہوتے اور وہ ہے ''ان کا عشقِ رسول ﷺ'' اور ایسا عشقِ رسول کہ جس کی ترویج واشاعت انہوں نے اس طرح کی کہ آج سرکار دو عالم ﷺ کے حوالے سے احسن عقائد رکھنے والوں کو، ناموس رسالت پر جاں نثار کرنے والوں کو لوگ شعوری اور لاشعوری طور پر اعلیٰ حضرت کے مسلک کے پیروکار تصور کرتے ہیں۔ یہ ان کے عشق رسول ہی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو وفاداری کی ایک علامت اور خوش عقیدگی کی ایک کسوٹی بنا دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امام احمد رضا سے محبت کرنے والے اور ان سے رشتۂ عقیدت رکھنے والے افراد ان کی تعلیمات کو اپنے اپنے طریقے سے منظر عام پر لائیں۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کو پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے، ان کے رشحاتِ قلم کو معاشرے کے تعلیم یافتہ طبقے اور عصری علوم کے اداروں تک پہنچا کر یہ اعتراف کرانے کی ضرورت ہے کہ امام احمد رضا اُس جماعت کے سرخیل کا نام ہے جس کے پاس علمِ شریعت اور معرفت دونوں ہی بفضلہٖ تعالیٰ بنا کسی ترمیم وتخفیف کے ودیعت ہوئے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کسی ایک مخصوص طبقے کی جانب منسوب کرنے اور اس کے نمائندے کی حیثیت سے متعارف کرانے کی شخصیت نہیں بلکہ ان کو امت مسلمہ کے ایک عظیم دانشور، فقیہ ومجتہد، فقید المثال ادیب وسخن ور، داعیٔ اسلام اور محافظِ ناموسِ رسالت کے طور پر متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

ایسی شخصیات صدیوں میں نمودار ہوتی ہیں۔ ان کو ان کا حق دینا ان لوگوں کے لیے لازمی ہے جن کی عقیدت اور ایمان کی بالیدگی کے لیے ان حضرات نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ ایسی ہی ایک عبقری شخصیت کا نام'' چشم چراغِ خاندانِ برکات''، ''رضائے آل رسول''، عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا قادری برکاتی آلِ رسولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔

''ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر افشانی کرے''

سرزمین نیپال پر مذہبی ومسلکی سرگرمیاں۔ایک جائزہ

تیسری وآخری قسط

از۔مفتی محمد سلیم بریلوی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مدرسہ حنفیہ رضویہ وجے نگر گاؤں پالیکا کا دورہ: ۱۶؍ مارچ بروز منگل ہی کو''جامعہ برکاتیہ للبنات'' کرشنا نگر کے''جشن امام اعظم''میں شامل ہوکر، دوپہر کا کھانا کھا کر اور ظہر کی نماز پڑھ کر بنا آرام کئے مرکز اہل سنت بریلی شریف کا یہ وفد 2.30 بجے علامہ مشتاق احمد برکاتی صاحب کی معیت میں بذریعہ کار مدرسہ حنفیہ رضویہ ''پتھر دیا'' وجے نگر گاؤں پالیکا ضلع کپل وستو نیپال کی میٹنگ میں شامل ہونے روانہ ہوگیا۔ یہاں کے اراکین، اساتذہ وطلبہ اور بستی والوں نے نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا۔مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد، مرکز اہلسنت زندہ باد اور صاحب سجادہ سبحانی میاں صاحب زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔وفد نے ادارہ کا جائزہ لیا۔ مرکز اور صاحب سجادہ کا پیغام پہونچایا۔عمارات ونظام تعلیم کا جائزہ لیا۔اراکین سے گفتگو کی اور پھر وفد ان سے رخصت کی اجازت لے کر اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

''پتھر دیا'' سے روانہ ہو کر یہ وفد وجے نگر گاؤں پالیکا کپلوستو ہی کے ایک دوسرے گاؤں''کڑیہار'' kadeehaar ضلع کپلوستو میں واقع مدرسہ اہلسنت فیض الرسول پہونچا۔یہ بھی پرائمری تک کا مدرسہ ہے۔بستی کے غریب مسلمان کسی نہ کسی طرح یہ ادارہ بس چلا رہے ہیں۔گاؤں کے کافی غریب طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔اس ادارہ کے بورڈ پر ایک جانب گنبد خضریٰ تو دوسری جانب گنبد رضا بنا ہوا ہے۔تھوڑی دیر یہاں رک کر وفد آگے بڑھ گیا۔تقریباً چار بجے یہ وفد وجے نگر گاؤں پالیکا کپلوستو ہی کے تیسرے گاؤں''ڈِگڈوبا''میں واقع جامعہ رضویہ للبنات کی عظیم الشان عمارت میں پہونچا۔اس عمارت کا ایک بڑا سا فلک بوس گیٹ ہے جس پر گنبد رضا بنا ہوا ہے۔اس گیٹ کے اندرونی حصہ پر یہ شعر جلی حرفوں میں لکھا ہے کہ:

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ایک وسیع وعریض خطہ میں عالی شان عمارت کے اندر ایک حصہ میں''جامعہ رضویہ للبنات'' کے نام سے لڑکیوں کا ادارہ اور دوسری طرف''دارالعلوم اہل سنت چشتیہ'' کے نام سے لڑکوں کا ادارہ ہے۔ دونوں ہی اداروں کی عمارتیں خوشنما، عظیم الشان اور قابل دید ہیں۔ اگر ان دونوں ہی اداروں میں عمدہ اور اعلیٰ نصاب تعلیم کے ساتھ درس نظامیہ اور عصری تعلیم کا اعلیٰ نظم ونسق ہوجائے تو یہ دونوں ادارے اس پورے خطہ کی آن بان اور شان بن جائیں گے۔ یہاں ہم لوگوں کا مولانا حشمت صاحب اور مولانا افضل امجدی صاحب نے دورہ کرایا۔ یہاں کی کمیٹی کے افراد نے بڑی گرمجوشی سے مرکز کے اس وفد کا خیر مقدم کیا۔دونوں ہی اداروں کا جائزہ لینے کے بعد یہ وفد اپنی اگلی منزل''لمبنی پردیش'' کے ایک دوسرے ضلع''دانگ'' کے لیے

علامہ مشتاق احمد برکاتی صاحب کے ساتھ بذریعہ کار روانہ ہوگیا۔

نیپال کے پہاڑی علاقہ دانگ، گھوراہی، تلسی پور، لمھی، پرسونی، بھالو بانگ کا دورہ: 16 مارچ 2021

بروز منگل تقریبا ساڑھے چار بجے یہ وفد ڈگڈوبا کپل وستو سے Daang ضلع کے معروف شہر Ghuraahi ''گھوراہی'' کے لیے روانہ ہوگیا۔ دانگ ضلع نیپال کے ایک خوشنما پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ سانپ کی طرح بل کھاتی سڑکوں سے چڑھائی کا یہ سفر نہایت خوبصورت بھی تھا اور خطرناک بھی۔ راستے میں لمھی Lumhi نامی شہر میں لب سڑک واقع ''سنی رضوی جامع مسجد'' میں عصر کی نماز ادا کی۔ Bhaaloo bang ''بھالو بانگ'' ہوتے ہوئے یہ وفد مغرب کے وقت گھوراہی Ghuraahi شہر کے بیچ و بیچ واقع ''مسجد مسلک اعلیٰ حضرت'' میں پہونچا۔ بتایا گیا کہ یہ شہر لمبنی پردیش نمبر 5 کی راجدھانی بننے جا رہا ہے۔ یہاں Daang دانگ ضلع کے راشٹریہ علما کونسل نیپال کے امیر حضرت علامہ مولانا ظہیر احمد رضوی اور قاری علی آصف صاحب نے اپنے اراکین و رفقائے کار کے ساتھ وفد کا خیر مقدم کیا۔ وفد نے نماز مغرب ادا کی۔ چائے ناشتے کے بعد نیپال کے پہاڑی خطے میں مذہبی و مسلکی سرگرمیوں سے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ یہ شہر کرشنا نگر سے تقریباً 120 کلومیٹر دور واقع ہے۔ سفر لمبا اور تھکا دینے والا تھا۔ وفد صبح سات بجے ہی سے ارباب مدارس و مساجد اور مذہبی و مسلکی تنظیموں کے سرکردہ افراد کے ساتھ میٹنگ کرتے ہوئے اتنی دور سفر کر کے پہاڑی خطے میں پہونچا تھا مگر پھر بھی چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔ عشا کی نماز پڑھ کر رات کا کھانا ''مسجد مسلک اعلیٰ حضرت'' کے سابق صدر جناب جمیل الرحمٰن صاحب کے گھر پر کھایا۔ یہاں وفد کی آمد پر علامہ ظہیر احمد رضوی صاحب نے ایک بڑا جلسہ مسجد سے متصل ہی توسیع مسجد کے لیے (55,00,000) پچپن لاکھ روپئے میں خریدے گئے وسیع قطعہ زمین پر پنڈال لگوا لیا تھا۔ فوری طور پر جلسہ گاہ میں اسٹیج پر وفد پہونچ گیا۔ علامہ ظہیر احمد رضوی صاحب ''دارالعلوم فیض الرسول'' براؤں شریف سے تعلیم یافتہ ہیں، نہایت ہی وجیہ اور خوش اخلاق ہیں، رہن سہن اور کردار و گفتار میں ایک پُرکشش نفاست پائی جاتی ہے۔ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں آپ کی خدمات، آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری اور کردار و عمل کو دیکھتے ہوئے اپنی خلافت و اجازت سے بھی آپ کو نوازا ہے۔ خاندان اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ خانوادۂ رضویہ پر آپ کی گہری نگاہ ہے۔ آپ نہایت متحرک و فعال اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک مخلص و باثر مبلغ ہیں۔ باصلاحیت عالم دین ہیں۔ مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے بے پناہ عشق ہے۔ آپ ''دارالعلوم اہلسنت مدرسہ غوثیہ مسلک اعلیٰ حضرت'' کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ بھی چلا رہے ہیں۔ یہاں وہابیت کا بہت زور تھا مگر موصوف نے یہاں آ کر اپنی جفاکشی، جد و جہد، دعوت و تبلیغ کے مخلصانہ جذبات، اپنی صلاحیتوں اور اپنے سچے کردار و عمل سے الحمد للہ! یہاں سے وہابیت کے پاؤں اکھاڑ دیے اور اب یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کا ہی غلبہ اور بول بالا ہے۔ بہر حال جلسہ شروع ہوا، نہایت عجلت میں اس جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا مگر پھر بھی یہ جلسہ ایک عظیم الشان کانفرنس کا منظر پیش کر رہا

تھا۔ایک وسیع وعریض پنڈال کے اندر نہایت عظیم الشان منبر سجایا گیا تھا اور عوام کے لیے تقریباً چھ سو کرسیاں ڈالی گئیں تھیں جو مجمع کی کثرت کے باعث کم پڑ گئیں تھیں اور عوام کرسیوں کے علاوہ پنڈال کے اردگرد بڑی تعداد میں کھڑے ہوکر نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ نعت و مناقب اور وعظ و نصائح سن کر اپنے قلوب و اذہان کو مسلک اعلیٰ حضرت کی خوشبو سے معطر کر رہے تھے۔

جلسہ نہایت کامیاب تھا،سینکڑوں افراد اہلسنت شریک ہوئے، نظامت مولانا مشتاق احمد برکاتی صاحب نے کی، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب، قاری محمد علی آصف صاحب اور دیگر شعراء نے نعت پاک اور اپنے منظوم کلام سے سامعین کو عشق ومحبت کی وادیوں کی سیر کرا دی تھی۔حضرت علامہ شہاب الدین رضوی صاحب نے مرکز اہل سنت اور حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت مرکز اہل سنت کی سب سے عظیم اور سب سے بزرگ ہستی حضرت سبحانی میاں صاحب کی ذات گرامی ہے جو اپنی خاموش مزاجی کے ساتھ مرکز اہل سنت کی معنویت اور اس کی شان وشوکت کے تحفظ وبقا کے لیے سنجیدگی واخلاص کے ساتھ کوشاں ہیں جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ نیپال میں مذہب اہل سنت، مرکز اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں کوشاں علمائے اہل سنت، سنی اداروں اور سنی مساجد ومکاتب کے ساتھ اہل سنت نیپال کی متحرک وفعال تحریکوں سے مرکز کا براہ راست رابطہ رکھنے اور اسے مضبوطی فراہم کرنے کے لیے اپنے خرچ پر ہم لوگوں کو یہاں بھیجا ہے۔ علامہ شہاب الدین رضوی صاحب کے خطاب کے بعد راقم الحروف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات کے چند گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے نیپال سے خانوادۂ رضویہ کے جو مضبوط رشتے رہے ہیں اور یہاں اہل سنت و جماعت کے فروغ و غلبے میں بریلی شریف کے بزرگوں کا جو کردار رہا ہے اس پر حوالوں اور نظیروں کے ساتھ گفتگو کی۔اخیر میں اس اجلاس کے روح رواں، خلیفۂ حضور سبحانی میاں، حضرت علامہ ظہیر احمد رضوی صاحب نے جلسے کو خطاب کیا، مرکز اہل سنت کے وفد کا شکریہ ادا کیا، اظہار تشکر کے ساتھ آپ نے حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی عنایات خسروانہ کا بھی ذکر خیر کیا اور اس بات کا بھی اعتراف فرمایا کہ واقعی حضور صاحب سجادہ نیپال کے سنی مسلمانوں کے خیر خواہ اور محسن ہیں کہ جنہوں نے اپنے وفد کو یہاں بھیج کر ہم لوگوں کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور مذہب و مسلک کے فروغ کے لیے ہمیں جلا بھی بخشی۔اخیر میں قاری علی آصف صاحب امام ''مسجد مسلک اعلی حضرت'' نے فاتحہ خوانی کی۔دعا وسلام پر ایک بجے رات کو جلسہ ختم ہوا۔اختتام جلسہ کے بعد شہر کے معزز افراد کے ساتھ رات کے ڈھائی بجے تک وفد میٹنگ میں مصروف رہا۔

تلسی پور ضلع دانگ کا دورہ: 17 مارچ بروز بدھ کو صرف دو گھنٹے رات میں آرام کرنے کے بعد صبح چار بجے یہ وفد اپنی اگلی منزل تلسی پور ضلع دانگ کے لیے روانہ ہونے کو تیار ہو گیا۔صبح کے تقریباً ساڑھے چار بجے تلسی پور کے لیے ہم روانہ ہوئے۔ایک گھنٹے کا سفر طے کر کے گھوراہی سے یہ وفد تلسی پور پہنچا۔تلسی پور یہاں کا ایک بہترین اور ترقی یافتہ خوبصورت شہر ہے۔لب سڑک ہی یہاں سنیوں کی ایک عظیم الشان مسجد ہے جس کا نام ''مسلک اعلیٰ حضرت قادریہ جامع مسجد'' ہے۔فجر کی جماعت کا وقت ہو گیا تھا اس لئے یہ

وفد فوری طور پر اسی ''مسلک اعلی حضرت قادریہ جامع مسجد'' پہنچا۔ جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ ہم لوگ جماعت میں شامل ہوئے، نماز ادا ہوئی، صلوٰۃ وسلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھا گیا۔ بعد سلام یہیں مسجد ہی کے اندر ایک میٹنگ رکھی گئی تھی۔ اس مسجد کے امام مولانا نثار صاحب نے نماز فجر کے بعد نمازیوں کو روک لیا۔ راقم الحروف نے وفد کے آنے کا مقصد بیان کیا، اہل تلسی پور کو مرکز اور صاحب سجادہ کا پیغام پہونچایا۔ یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے جو علمائے اہل سنت کوشاں ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی، ان کو مبارکباد پیش کی اور یہ یقین دلایا کہ آپ کو مرکز سے جو بھی مدد درکار ہو مرکز اہل سنت ہمہ وقت اور حتی الوسع آپ کی آواز پر لبیک کہنے کو تیار ہے۔ آپ براہ راست مرکز کے رابطہ میں رہیں۔ مذہب و مسلک پر سختی سے قائم رہیں اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے مخلصانہ جدوجہد کرتے رہیں، اللہ رب العزت ہم سب کا حامی وناصر ہے۔ یہاں کی کمیٹی کے افراد نے امام صاحب کی نگرانی میں مسجد کی توسیع کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ جناب عبد الرحمٰن صاحب، صدر مسجد کمیٹی تلسی پور نے پُر تکلف ناشتہ کا بھی اہتمام کر رکھا تھا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر یہ وفد اپنی اگلی منزل کے لیے روانہ ہو گیا۔ یہاں اراکین کمیٹی میں سے جناب جمیل بخش رضوی اور جناب غلام محمد رضوی صاحب نے وفد کو پھولوں کی مالا پہنا کر رخصت کیا۔

لمہی ضلع دانگ کا دورہ: 18 مارچ 2021 بروز بدھ فجر میں تلسی پور کی میٹنگ نمٹا کر یہ وفد خلفائے حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ ظہیر احمد رضوی صاحب اور مولانا مشتاق احمد برکاتی صاحب کے ساتھ ضلع دانگ کے شہر لمہی Lumahi پہونچا۔ یہاں لبِ روڈ ''سنی رضوی رضا جامع مسجد'' اور ''دارالعلوم اہلسنت مدرسہ فیضان رضا'' میں علمائے کرام کی میٹنگ ہوئی۔ مولانا غلام مرتضی رضوی صاحب، حافظ جلال الدین رضوی صاحب، حافظ رحمت رضوی صاحب کے ساتھ کئی اراکین کمیٹی نے شرکت کی۔ حضرت صاحب سجادہ کا سب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ گزارش کی کہ ہمارے ادارے دار العلوم اہل سنت مدرسہ فیضان رضا کو مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے ملحق کر دیا جائے۔ ہم نے یقینی دہانی کرانے کے بعد یہاں راشٹریہ علماء کونسل نیپال اور دیگر سنی اداروں نیز دیگر سنی تحریکوں سے وابستہ علماء، ائمہ اور خطبا کا شکریہ ادا کیا کہ جنہوں نے ہم لوگوں کے یہاں آنے پر اپنا ہمیں وقت دیا اور جگہ جگہ میٹنگوں کا اہتمام کیا۔

پرسونی کا دورہ: یہاں سے فارغ ہو کر وفد ضلع دانگ کے ایک دوسرے شہر ''پرسونی'' Parsauni پہونچا۔ ''جامعۃ الرضا'' بریلی شریف کے فاضل جناب مولانا اسحاق صاحب اویسی نے یہاں وفد کے استقبال کے لیے کافی بڑا اہتمام کر رکھا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں سنی عوام وخواص یہاں استقبال کرنے کے لیے موجود تھے۔ وفد کے پہنچتے ہی نعرہائے تکبیر ورسالت اور مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد سے فضا گونج اٹھی۔ عوام کے ساتھ یہاں کافی علماء بھی تھے۔ پرسونی کے پردھان جناب غلام محمد صاحب رضوی نے سب کی گل پوشی کی، ایک جلسہ ہوا۔ راقم الحروف نے جلسہ کو تقریباً آدھا گھنٹہ خطاب کرتے ہوئے سب کو صاحب سجادہ کا پیغام پہونچایا۔ بریلی شریف سے رشتہ مضبوط رکھنے کو کہا۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہتے ہوئے پرسونی اور پرسونی کے اطراف میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت

کے لیے کوشاں رہنے کی تلقین کی، بدمذہبوں سے دور ونفور رہنے پر زور دیا۔ دن میں گیارہ بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ پھر صلوٰۃ و سلام اور راقم کی دعا پر اس کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں جن حضرات نے شرکت کی ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

مولانا اسحاق صاحب اویسی، مولانا شاکر علی صاحب، جناب خزانچی محمد قاسم صاحب، جناب محبوب علی صاحب، جناب شاہد علی صاحب، جناب مبارک علی صاحب، جناب عبدالکلام صاحب، جناب غلام حسن صاحب، جناب شیر علی صاحب اور جناب طاہر علی صاحب۔

مولانا اسحاق اویسی یہاں ''مدرسہ اہلسنت فیضان رضا'' جو ''گڑھوا گاؤں پالیکا وارڈ نمبر 4 پرسونی'' میں واقع ہے وہ چلاتے ہیں۔ یہ ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان ہے، علاقے سے جہالت کی تاریکی دور کرنے، بدمذہبیت سے علاقے کو محفوظ رکھنے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں کوشاں ہے، یہاں کے علما وائمہ راشٹریہ علماء کونسل نیپال سے وابستہ رہ کر مذہب ومسلک کی خوب خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خاص کر مولانا محمد اسحاق اویسی صاحب اپنے اندر مذہب ومسلک کے فروغ کی ایک سچی تڑپ رکھتے ہیں، نوجوان فاضل ہیں اس لیے جذبات بھی نوجوان ہیں۔ مرکز اہل سنت سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے ہیں۔ بہرحال یہاں میٹنگ وجلسہ کر کے اور دوپہر کا کھانا کھا کر ہمارا وفد ضلع دانگ کے ایک اور حسین وجمیل اور خوبصورت وخوشنما شہر ''بھالوبانگ'' چلا گیا۔ یہاں کثیر علمائے کرام موجود تھے۔ سینکڑوں افراد سے ملاقات کی۔ یہیں پر محبوب العلماء حضرت علامہ محبوب علی رضوی بٹول، ان کے فرزند مولانا عباس صاحب اور مولانا نثار صاحب وغیرہ ایک درجن سے زائد علماء کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ دراصل یہ سارے حضرات بھالوبانگ کی ایک مشہور شخصیت اور سابق جج نیپال جنید احمد صاحب کے بھتیجے کے جنازے میں شرکت کرنے آئے ہوئے تھے۔ ہم لوگ بھی اس جنازہ میں شریک ہوئے مگر جب تک ہم پہنچے نماز جنازہ ادا کی جا چکی تھی۔ اس لیے صرف تدفین میں شرکت ہو پائی۔ یہاں بہت سی دینی، مذہبی اور سماجی شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ مرکز اہل سنت کے سربراہ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے ذریعہ کئے گئے اس اقدام کی سب نے خوب خوب تعریف کی اور سب ہی نے حضرت کی صحت اور درازی عمر کے لیے دعا کی۔ بھالوبانگ میں تقریباً ساٹھ ستر شخصیات سے ملاقات کرنے اور انہیں مرکز اہل سنت کا پیغام پہنچانے کے بعد ہم لوگ نماز ظہر ادا کر کے حضرت مولانا التجا حسین صاحب اشرفی کے قائم کردہ عظیم الشان نسواں دینی ادارہ ''دارالعلوم اہلسنت مخدومیہ ام حبیبہ گرلس کالج'' چنزوٹا Chinrauta آ گئے۔ یہ ادارہ کپل وستو ضلع کے ایک مرکزی شہر ''چنزوٹا'' سے متصل ایک بستی کے گوشے میں واقع ہے۔ ماشاء اللہ یہ ادارہ بہت ہی عالی شان عمارت میں ہے۔ سینکڑوں بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہا ہے۔ درجۂ عالمیت تک کی یہاں تعلیم کا نظم ہے۔ حضرت مولانا التجا حسین اشرفی صاحب ایک مخلص اور نیک عالم دین ہیں۔ فروغ مذہب ومسلک کے لیے نہایت سنجیدگی کے ساتھ کوشاں رہتے ہیں۔ مہمان نواز بھی ہیں اور ملنسار بھی۔ آپ راشٹریہ علماء کونسل نیپال کی ضلعی شاخ کے خازن بھی ہیں۔ یہاں مولانا سرفراز صاحب علیمی وغیرہ علمائے اہلسنت سے ملاقات ومیٹنگ کر کے ہم لوگ واپس

کرشنانگر'' جامعہ برکاتیہ للبنات'' آ گئے۔ ہماری واپسی کا سن کر خلیفۂ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ سید احتشام الدین صاحب رضوی بھی یہاں تشریف لے آئے۔ رات کا کھانا خلیفۂ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد برکاتی صاحب کے گھر پر کھایا گیا۔ رات میں قیام جامعہ برکاتیہ ہی میں کیا۔

شنکر پور کا دورہ: مؤرخہ ۱۸/ مارچ بعد نماز فجر ہم لوگ راشٹریہ علماء کونسل نیپال کی ضلعی کمیٹی کے صدر اعلیٰ اور جامعہ نظامیہ شنکر پور کے صدر المدرسین حضرت مولانا حیدر علی ثقافی کی دعوت پر جامعہ نظامیہ پہنچے۔ یہاں مولانا صدام حسین امدادی وجے نگر، مولانا فاروق رضوی ''پتھر دیًا''، حافظ نصر اللہ صاحب'' جامعہ مصباح العلوم مسکینیہ'' چنزوٹا، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب ''برگدوا''، مولانا احمد رضا صاحب ''بردھوا''، مولانا اورنگزیب برکاتی صاحب ''برگدوا''، مولانا فضیل ثقافی صاحب ''شنکر پور''، مولانا ذیشان مصباحی صاحب ''برگدوا'' وغیرہم سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ مذہب و مسلک کے فروغ سے متعلق ایک اہم میٹنگ ہوئی۔

جامعہ احسن البرکات نسواں کالج تولہوا ضلع کپلوستو کی کانفرنس اور تعلیمی ورکشاپ میں شرکت:

مورخہ 18 مارچ 2021 بروز جمعرات تقریباً 9 بجے صبح میں مرکز اہل سنت بریلی شریف کا تین رکنی وفد'' جامعہ برکاتیہ للبنات'' کرشنانگر سے راشٹریہ علما کونسل نیپال کے نہایت متحرک وفعال رکن اور خزانچی حضرت علامہ مشتاق احمد برکاتی صاحب کی معیت میں جامعہ اسلامیہ احسن البرکات نسواں کالج Taulihwan تولہوا ضلع کپلوستو میں منعقد ہونے والے ایک علمی وفکری اجلاس بنام ''جشن اویس قرنی''، و''یک روزہ تعلیمی وتربیتی ورکشاپ'' میں شرکت کرنے روانہ ہوا۔ یہ اجلاس دن میں 11 بجے سے 2 بجے تک رکھا گیا تھا۔ اس ادارے کے بانی، روح رواں اور ناظمِ اعلیٰ، حضرت علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب حفظہ اللہ ہیں جو حضور صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب مدظلہ کے خلیفہ بھی ہیں۔ علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب راقم الحروف کے سینیئر ساتھی اور قدیمی دوست بھی ہیں۔ موصوف عالمی شہرت یافتہ ایک باصلاحیت، متحرک و فعال اور مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص ناشر ہیں۔ اردو، عربی، فارسی، ہندی، نیپالی اور انگریزی زبانوں پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ مصر، قطر، انڈونیشیا، بحرین جیسے کئی ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔ نیپال کی راجدھانی کاٹھمانڈو میں پانچ سال تک رہ کر مسلک و مذہب کی خوب نشر و اشاعت کی اور یہاں اپنی بے لوث کوششوں سے'' رضا مسجد'' بھی تعمیر کرائی۔ جامعہ احسن البرکات نسواں کالج آپ کی جدو جہد اور فروغ علم کا ایک حسین استعارہ ہے۔ یہ ادارہ'' تولہوا'' کے مرکزی مقام اور یہاں کے بس اڈے سے متصل ایک وسیع وعریض بیش قیمت جگہ پر واقع ہے۔ ادارے کی وسیع وعریض عمارت لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ درسگاہی عمارت کے ساتھ بچیوں کے رہنے کے لیے ایک فلک بوس اور نہایت کشادہ ہاسٹل بھی ہے۔ حضرت علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب اپنے اکابر اور اپنے بزرگوں کی بارگاہوں میں ایک مؤدب عالم دین کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ راقم الحروف کے پیرومرشد حضرت امین ملت مدظلہ العالی کے بھی آپ منظور نظر ہیں۔'' تولہوا'' Taulihwan کے قلب میں ایک بیش قیمت وسیع وعریض جگہ خرید کر آپ نے'' جامعہ اسلامیہ

احسن البرکات نسواں کالج'' کے نام سے دومنزلہ لڑکیوں کا یہ ایک عالی شان ادارہ قائم فرمایا ہے۔ساتھ ہی اس کے کیمپس میں ایک مسجداور ایک مارکیٹ بھی تعمیر کرائی ہے۔اس ادارے میں درجۂ عالمیت تک کی تعلیم ہوتی ہے۔نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کا جائزہ لینے کے بعدراقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس ادارہ کانظم ونسق نہایت ہی مفید و شفاف ہے۔ملک نیپال کے علاوہ ہندوستان کی بھی سینکڑوں بچیاں یہاں تعلیم حاصل کررہی ہیں۔پورے نیپال میں علامہ نورمحمد صاحب نہایت مقبول ہیں۔آپ جیسے چند مخلص علمائے اہل سنت ہی کی کاوشوں سے ملک نیپال میں منظّم طور پر مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیےعلمائے اہل سنت نیپال کی ایک سرگرم تنظیم ''راشٹریہ علماء کونسل نیپال'' کی تشکیل عمل میں آچکی ہے۔مرکزی باڈی کے ساتھ صوبائی اور ضلعی سطح کی باڈی بھی تشکیل دی جاچکی ہیں۔مزید توسیع کا سلسلہ جاری ہے۔آپ اس تنظیم کے جنرل سکریٹری ہیں۔نہایت سنجیدگی کے ساتھ آپ بلاکسی نزاعی معاملات میں الجھے مذہب ومسلک کا کام کررہے ہیں۔انہوں نے اپنی انہیں خدمات کی بنیاد پرراشٹریہ علماء کونسل نیپال کے ایک متحرک و سرگرم رکن رکین کی حیثیت حاصل کررکھی ہے۔خوش قسمتی سے اس تنظیم کوحضرت مفتی محمد رضا صاحب مصباحی،استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی سرپرستی بھی حاصل ہے۔مفتی محمد رضا صاحب کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔نیپال کی تاریخ پر مشتمل ایک کارآمد ومعلوماتی کتاب بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے۔نیپال کے دستور اساسی کا اردو ترجمہ بنام ''آئینۂ جمہوریہ نیپال'' بھی آپ کی کوششوں سے منظر عام پرآچکا ہے۔نیپال کے دستوراساسی کا یہ پہلا اردو ترجمہ ہے جسے اہل سنت وجماعت کی طرف سے اردو جامہ پہنا کرمنظرعام پرلایا گیا ہے۔اس کے علاوہ مفتی محمد رضا صاحب کی اردو وعربی زبان میں اور بھی تصنیفات و مقالات ہیں۔جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی تعلیمی و تدریسی مصروفیات کے باوجود ملک نیپال میں جماعت اہل سنت کے علماء کومنظّم کرنے ،یہاں کے نظام تعلیم میں شفافیت لانے، نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے اورعصری دانش کدوں تک طالبان علوم نبویہ کی رسائی کے لیےکوشاں ہیں۔کشادہ قلبی کے ساتھ تمام علماء کواپنے رفقائے کار کے ساتھ ایک لڑی میں پرونے کی پُرزور تحریک چلارہے ہیں۔اللہ رب العزت ان کےعلم وعمل میں برکتیں نازل فرمائے،اکابر و اسلاف اور محسنین جماعت اہل سنت کی بارگاہوں کا ہمیشہ مؤدب رکھے۔نظر بد سے محفوظ فرمائے اورخلوص وللّٰہیت کی دولت سے مالامال فرمائے۔

مولانا نورمحمد خالد مصباحی صاحب،مولانا مشتاق برکاتی صاحب،مولانا سید غلام حسین مظہری صاحب،مولانا مفتی کہف الوری مصباحی صاحب،مولانا نصیرالدین صاحب،مولانا عباس علی قادری احمدی صاحب،مولانا ظہیراحمد رضوی صاحب،مولانا اسحاق اویسی مرکزی صاحب،مولانا غلام مرتضیٰ رضوی صاحب،مولانا سجاد علی رضوی صاحب،مولانا علی حسین نظامی صاحب،مولانا غلام جبرئیل صاحب اورمولانا التجاحسین اشرفی صاحب وغیرہم یہ راشٹریہ علما کونسل نیپال کے وہ سرگرم ارکان ہیں جنہوں نےضلع کپلوستو،ضلع بانکے،ضلع بردیااورضلع دانگ میں مرکز اہل سنت کے وفد کے دوروں کوکامیاب بنانے میں نہایت کلیدی کردارادا کیا ہے۔

بہرحال یہ وفد khunwa ''کھنوابارڈر'' سے Taulihwan

پہونچا۔ یہ شہر انڈیا کے کھنوا بارڈر سے تقریباً ۱۴،۱۵ رکلومیٹر کی دوری پر واقع ہے اور بودھ مذہب کا مرکز عقیدت ہے۔ ٹھیک 11 بجے یہ پروگرام لمبنی پردیش کے راشٹریہ علما کونسل نیپال کے امیر محبوب العلما حضرت علامہ محبوب علی صدیقی صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا مشتاق برکاتی صاحب نے انجام دیئے۔ نعت خواں حضرات نے نعت و مناقب کے گلدستے سجا کر حاضرین کے سامنے پیش کئے۔ حضرت محبوب العلماء نے نہایت محبت و شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے بریلی شریف کے وفد کا پُر جوش خیر مقدم کیا۔ راقم الحروف نے مرکز اور صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب کا پیغام سنایا اور ملک نیپال کے مدارس اسلامیہ کے نظام تعلیم و نصاب تعلیم میں شفافیت لانے، مؤثر بنانے اور مذہبی و مسلکی تصلب و تشخص کو فروغ دینے پر زور دیا۔ مرکز اہل سنت سے مدارس اہل سنت نیپال کو مربوط رکھنے کی اپیل کی اور وفد کے آنے کا مقصد بیان کیا۔ جماعت اہل سنت کی مذہبی، مسلکی، تعلیمی، تنظیمی، معاشی اور سماجی سرگرمیوں پر گفتگو کی۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی ادارۂ شرعیہ نیپال کے روح رواں حضرت علامہ مفتی محمد عثمان برکاتی صاحب تھے۔ موصوف ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ اپنے فقہ و فتاویٰ کے ذریعہ ملک نیپال کے سنیوں کی خدمت انجام دے رہے ہیں، بااخلاق بھی ہیں اور خوش گفتار بھی، اہل سنت کی توسیع میں سنجیدہ کوششیں بھی کرتے ہیں۔ راشٹریہ علماء کونسل نیپال کو بھی مستحکم کرنے میں تعاون کرتے ہیں۔ آپ نے بھی اجلاس سے خطاب کیا، مرکز اہل سنت اور صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب کے اس اقدام کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام میں مولانا مشتاق احمد برکاتی، مولانا ظہیر الدین، صدرالمدرسین ''مدرسہ فاروقیہ ندائے حق تولہوا''، مولانا علی حسن نظامی، مدرسہ اہل سنت نعیم العلوم تولہوا، مولانا عدیل نظامی، مولانا حیدر علی ثقافی، مولانا غلام حسین رضوی، مولانا غلام احمد رضا، مولا حشمت علی قادری، مولانا غلام جیلانی خاں رضوی، مولانا بدرالدین رضوی اور مولانا ابوالکلام قادری وغیرہم نے شرکت فرمائی۔ سلام اور راقم کی دعا پر پروگرام ختم ہوا۔ اس کے بعد کھانا کھایا گیا پھر یہ وفد نماز ظہر ادا کر کے سارے شریک علمائے اہل سنت کے ساتھ تولہوا کے دو دیگر اداروں ''مدرسہ اہل سنت نعیم العلوم'' اور ''جامعہ فاروقیہ ندائے حق'' پہونچا۔ ''مدرسہ نعیم العلوم'' کے صدرالمدرسین مولانا حسن علی نظامی صاحب ایک نوجوان، باحوصلہ، باصلاحیت اور سرگرم عالم دین ہیں۔ آپ نے اپنی کوششوں سے ادارے کی عالی شان عمارت بھی تعمیر کرائی ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے سرگرم مبلغ و ناشر ہیں۔ جبکہ جامعہ فاروقیہ کے صدرا لمدرسین حضرت علامہ ظہیر الدین مصباحی صاحب ہیں۔ نہایت مخلص ہیں۔ یہ ادارہ بھی ایک وسیع و عریض قطعہ زمین پر عالی شان عمارت پر مشتمل ہے۔ یہاں درجۂ حفظ و قرأت اور درس نظامیہ کی تعلیم کا نظم و نسق ہے، مقامی طلبہ کے ساتھ بیرونی طلبہ بھی یہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہیں پر نماز عصر ادا کی، ادارے کے اسٹاف اور اراکین کے ساتھ کچھ دیر گفتگو ہوئی، ادارے کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور اس کے ساتھ ہم لوگ حضرت علامہ مفتی عثمان صاحب برکاتی، علامہ نور محمد صاحب، مولانا مشتاق برکاتی صاحب اور دیگر علمائے اہل سنت کے ساتھ ''جامعہ اہل سنت نظامیہ'' مہراج گنج نگر پالیکا وارڈ نمبر 11 گنیش پور ضلع کپل وستو کے لیے روانہ ہو گئے جو

تولہوا سے تقریباً 15 کلومیٹر کی دوری پر واقع تھا۔ ’’جامعہ اہل سنت نظامیہ‘‘ نہایت ہی عظیم الشان عمارتوں پر مشتمل اس خطہ کا ایک بہت بڑا اور منفرد ادارہ ہے۔ اس کا فلک بوس گیٹ دیکھنے والوں کو دعوت نظارہ دیتا ہے۔ آبادی سے دور ایک خوشنما خطہ میں واقع ہے۔ یہ ادارہ دراصل دو اداروں کا مجموعہ ہے۔ لڑکوں کے ادارے کا نام ’’نظامیہ‘‘ اور لڑکیوں کے ادارے کا نام ’’جامعہ فاطمۃ الزہراء‘‘ ہے۔ اس ادارے کے پرنسپل مولانا حیدر علی ثقافی صاحب ہیں۔ نہایت عمدہ اخلاق کے ایک باصلاحیت نوجوان عالم دین ہیں۔ یہاں کے اساتذہ مولانا تقسیم علی مصباحی صاحب، مولانا مرحبا علی صاحب، مولانا اکرم صاحب اور مولانا مختار احمد صاحب وغیرہم نے اپنے بلند اخلاق اور خندہ پیشانی کے ساتھ مرکز اہل سنت کے اس وفد کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ خطہ میں مذہبی و مسلکی سرگرمیوں اور جماعت اہل سنت کی کارکردگی پر یہاں کے علما نے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مرکز اہل سنت کی جانب سے کیا گیا یہ اقدام ہمارے خطہ میں سنیت کے فروغ کے لیے کوشاں رہنے والے علماء وائمہ کے لیے نیک فال ثابت ہوگا۔ نماز مغرب کا وقت قریب ہو چکا تھا اس لیے یہ فیصلہ لیا گیا کہ نماز مغرب یہاں کی آبادی والی مسجد میں ادا کی جائے تاکہ یہاں کے عام سنیوں سے بھی مرکز اہل سنت کے وفد کی ملاقات ہو جائے کیونکہ انہیں ہمارے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ بستی پوری اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں سرشار تھی اور ان کی خواہش یہ تھی کہ ہمارے مرکز سے آنے والے وفد سے ہم بھی ملاقات کریں اس لیے یہاں سے وفد مہراج گنج بستی گیا۔ یہاں کی ’’نوری مسجد‘‘ میں نماز مغرب ادا کی۔ اس مسجد میں کچھ ایسے بزرگوں سے ملاقات ہوئی جو سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت تھے۔ بعد نماز اسی مسجد میں ایک مختصر سی محفل ہوئی۔ راقم نے نہایت مختصر خطاب کر کے مرکز و مسلک اور حضرت سبحانی میاں صاحب کے تعلق سے کچھ اہم باتیں بتائیں۔

’’نوری مسجد‘‘ کی محفل سے فارغ ہوکر نماز عشاء کے قریب ہم لوگ Chinai ’’چنئی‘‘ شیو راج نگر پالیکا پہونچے۔ یہاں ’’دارالعلوم اہل سنت مدرسہ انوار القرآن‘‘ میں ’’مسلک اعلیٰ حضرت کانفرنس‘‘ کا عظیم الشان انداز میں بستی والوں نے انعقاد کیا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں یہاں عوام وخواص موجود تھے۔ چنئی کے علاوہ دیگر علاقوں اور خطوں سے بھی عوام وخواص اس جلسہ میں شرکت کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ سب کے لیے یہاں کھانے کا بھی انتظام تھا۔ فوری طور پر یہیں کی مسجد میں نماز عشا ادا کی۔ نماز عشا ادا کر کے کھانا کھایا۔ کئی علاقوں کے افراد کثیر تعداد میں جلسہ سننے کے لیے جلسہ گاہ پہنچ چکے تھے۔ مولانا عبد المصطفیٰ صاحب، مولانا حقیق اللہ صاحب، مولانا فخر الحسن صاحب اور ادارے کے دیگر اساتذہ و ملازمین نے نہایت اچھا انتظام کیا تھا۔ علاقے کے ایک درجن سے زائد علما شریک اجلاس ہوئے۔ ’’مٹھینا‘‘، ضلع سدھارتھ نگر سے معروف شاعر وقلم کار حضرت مولانا ابوالکلام ازہر صاحب بھی شریک اجلاس تھے۔ یہ مولانا ابوالکلام ازہر صاحب وہی معروف قلمکار ہیں کہ جنہوں نے مصنف قانون شریعت حضرت علامہ قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک ضخیم مجموعہ تیار کیا ہے جو ابھی منتظر اشاعت ہے۔ راقم الحروف سے بھی انہوں نے صاحب قانون شریعت پر ایک مضمون لکھوایا تھا۔ مولانا

عباس علی قادری حیدری ''چنزوٹا''، ضلع کپل وستو نے نہایت عمدہ خطاب کیا۔ مولانا نور محمد خالد مصباحی صاحب، مولانا ابوالکلام ازہر صاحب اور راقم الحروف کے خطابات ہوئے۔ رات ایک بجے جلسہ ختم ہوا۔ دو بجے تک علاقے کے علماء اور معزز حضرات سے وفد مسلکی معاملات پر گفتگو کرتا رہا۔

وفد کی چنزوٹا روانگی: رات میں کچھ گھنٹے ہی قیام کیا، نماز فجر ادا کرنے کے بعد ناشتہ کیا اور اس کے بعد دارالعلوم اہل سنت مصباح العلوم مسکینیہ کے صدر جناب انور بھائی کی گاڑی میں ہم لوگ چنزوٹا کے لیے روانہ ہو گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ہم لوگ چنزوٹا کی رضا جامع مسجد پہنچے۔ یہ یہاں کی ایک عظیم الشان مسجد ہے۔ اعلیٰ حضرت کے نام سے منسوب ہے۔ اسی سے متصل مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم مسکینیہ کی دو منزلہ ایک وسیع و عریض عمارت ہے جس کے صدر المدرسین حضرت علامہ مولانا عباس علی قادری حیدری صاحب ہیں۔ یہاں درجۂ حفظ و قرأت، درجات پرائمری اور درس نظامیہ کی باقاعدہ تعلیم کا نظم و نسق ہے۔ شعبۂ حفظ و قرأت یہاں کے ایک نوجوان اور متحرک و فعال عالم دین حضرت حافظ و قاری نصر اللہ صاحب کے ذمہ ہے۔ آج مؤرخہ ۱۹/مارچ جمعہ کا دن ہے، راقم کو اسی رضا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرانی تھی۔ تھوڑی دیر آرام کیا، جمعہ کی تیاری کی اور مقررہ وقت پر حضرت مولانا عباس علی صاحب نے راقم کا تعارف کرا کر خطاب کی دعوت دی۔ تقریباً پون گھنٹے مسلک اعلیٰ حضرت، مرکز اہل سنت اور حضور صاحب سجادہ کے تعلق سے گفتگو کی۔ حاضرین کو مذہب و مسلک پر سختی کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کی، نماز جمعہ ادا کرائی، پوری مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، نماز جمعہ کے بعد ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ مولانا شہاب الدین رضوی صاحب نے چنزوٹا کی ایک دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کرائی۔ میٹنگ سے فارغ ہو کر یہیں پر دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ یہاں کے اراکین خاص طور پر صدر کمیٹی جناب انور بھائی صاحب نے نہایت پُرتکلف کھانے کا انتظام کیا تھا۔ انور بھائی نہایت مخلص انسان ہیں۔ ایک بہترین کاروباری آدمی ہیں، بریلی شریف کے عاشق ہیں اور نہایت علماء نواز ہیں۔ چنزوٹا اور اطراف کے تقریباً ڈیڑھ درجن علما کو انہوں نے مدعو کر رکھا تھا۔ سب نے مرکز و مسلک کے لیے اپنی مخلصانہ جدوجہد کرتے رہنے کی یقین دہانی کرائی۔ کھانا کھانے کے بعد یہاں کے معزز افراد سے ملاقاتیں کیں۔

دتپور کا دورہ: اس کے بعد ہم سارے لوگ شام کے چار بجے دو کاروں کے ذریعہ ''دتپور''، ضلع کپل وستو کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں نماز عصر ادا کی اور مغرب کی نماز ''پتھر دیا'' کی مدینہ مسجد میں ادا کی۔ اسی مسجد سے متصل یہاں کے ایک قدیمی اور معروف دینی ادارے میں علاقے کے علماء کے ساتھ میٹنگ کی جس میں علماء کے ساتھ عوام اہل سنت نے بھی شرکت کی۔ اس میٹنگ سے فارغ ہو کر جامعہ غوثیہ دتپور وجے نگر پالیکا پہنچے۔ یہ ایک نہایت ہی وسیع و عریض خطہ میں واقع ایک نوخیز ادارہ ہے۔ اس ادارے کے بانی ایک نوجوان عالم دین ہیں جن کا نام محبّ گرامی مولانا مجیب اشرف رضوی ہے۔ موصوف نے ایک چھوٹی سی عمر میں تن تنہا نہایت ہی کم مدت میں اس عظیم الشان ادارے کو تعمیر کرایا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک وسیع و عریض قطعہ زمین پر علم کا شہر آباد کر دیا ہو۔ موصوف نواسۂ مفتی

اعظم ہند، جمال ملت حضرت علامہ جمال رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی مدظلہ سے بیعت ہیں۔ ہماری آمد کا سن کر موصوف نے آناً فاناً میں بستی کی مسجد سے متصل ''پیغام مرکز کانفرنس'' کا انعقاد کیا تھا جس میں علاقے کے بیشمار علماء، عوام اور سماجی خدمت کرنے والے افراد کو جمع کر رکھا تھا۔ سب کے لیے ادارے ہی میں بڑے پیمانے پر رات کے کھانے کا بھی انتظام کیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر نماز عشا ادا کی اور فوراً ہی ہم لوگ جلسہ میں پہنچ گئے۔ جلسہ نہایت ہی کامیاب تھا۔ رات کے تقریباً دو بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا، اختتام جلسہ کے بعد سارے علما کے ساتھ مولانا مجیب اشرف صاحب کے گھر ہی پر کچھ دیر گفتگو ہوئی اور پھر ہم لوگ چنز وٹا واپس آ گئے۔ رات میں یہیں قیام کیا اور مؤرخہ ۲۰/ مارچ کو دوپہر کے وقت یہاں سے روانہ ہو کر تولہوا ضلع کپل وستو حضرت مولانا نور محمد خالد مصباحی صاحب کے گھر پر آ گئے۔ موصوف نے ایک پُر تکلف دعوت کا انتظام کیا تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ہم لوگ ''کھنوا'' بارڈر پہنچے جہاں ہماری گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ مولانا عباس صاحب، مولانا نور محمد صاحب، انور بھائی اور دیگر کئی علماء رخصت کرنے بارڈر تک ہمارے ساتھ آئے۔ اس طرح ہم نیپال کے لمبنی پردیش نامی اس پردیش نمبر ۵ کے اضلاع بانکے، بردیا، کپل وستو اور دانگ کا طوفانی دورہ کرنے کے بعد بلرام پور اور لکھنؤ ہوتے ہوئے مؤرخہ ۲۱/ مارچ ۲۰۲۱ء بروز اتوار بریلی شریف واپس آ گئے۔ واضح رہے کہ اس پورے دورے کے سارے اخراجات مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ کی طرف سے ہی ادا کئے گئے تھے۔

راحت پیکج کی تقسیم: نیپال کے اس کامیاب دورے کے بعد ہم لوگ جب بریلی شریف واپس آئے تو اہل نیپال نے فون اور مکتوبات کے ذریعہ اس دورے پر حضور صاحب سجادہ کا شکریہ ادا کیا اور خوشیوں کا اظہار کیا۔ رمضان شریف کا مہینہ قریب آیا تو ایک بار پھر ہمارا پورا ملک کورونا وائرس کی زد میں آ گیا۔ ہندوستان کے ساتھ نیپال میں بھی لاک ڈاؤن ہو گیا۔ کئی مہینہ تک لاک ڈاؤن رہنے کی وجہ سے غریب و مزدور طبقہ کو نہایت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور صاحب سجادہ نے مرکز کی طرف سے پچھلے لاک ڈاؤن میں بھی غریبوں کے مابین راحت اشیاء کے طور پر اشیائے خورد و نوش کی بڑے پیمانے پر تقسیم کرائی تھی۔ نیپال کی حالت دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ بھی ہوا کہ مرکز اہل سنت کی طرف سے وہاں بھی راحت اشیاء تقسیم کی جائے۔ کھانے پینے کی اشیا پر مشتمل بڑی تعداد میں مخصوص بیگ بنائے گئے جو نیپال کے ضلع بانکے، بردیا، کرشنا نگر ضلع کپل وستو، چنز وٹا اور تولہوا ضلع کپل وستو میں سنی مسلمانوں کے مابین تقسیم کئے گئے۔ اس راحت پیکج کی تقسیم کے لیے راقم الحروف، مولانا شہاب الدین رضوی صاحب اور حافظ غلام مصطفیٰ صاحب ہمارا یہ تین رکنی وفد مؤرخہ ۱۵/ جولائی سے ۱۹/ جولائی ۲۰۲۱ء تک نیپال کے دورے پر رہا۔ اس کے لیے طریقۂ کار یہ اختیار کیا گیا کہ ہر ضلع میں راشٹریہ علماء کونسل کے اراکین کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ آپ حضرات اپنے اپنے علاقوں کے غریب، ضرورت مند سنی مسلمانوں کی لسٹیں تیار کر لیں اور سب کو تاریخیں اور جگہ بتا دیں تاکہ معینہ تاریخ پر یہ ضرورت مند حضرات تقسیم کی جگہ پر جمع ہو جائیں اور بنا کسی انتشار

کے آسانی کے ساتھ مرکز اہل سنت سے بھیجی جانے والی یہ اشیائے خورد ونوش ضرورت مندوں میں تقسیم ہو جائے۔ان حضرات نے نہایت دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اپنے خطوں کی فہرستیں تیار کر کے ہمیں پہلے ہی ارسال کر دی تھیں۔راحت اشیاء تقسیم کے انتظامات اور اشیائے خورد ونوش خرید کران کے پیکٹ اور بیگ بنانے کے لیے مرکز اہل سنت کی طرف سے حضرت مولانا نور محمد خالد مصباحی صاحب کو تولہوا ضلع کپل وستو کی،حضرت مولانا مشتاق احمد برکاتی صاحب اور ''اتحاد نیپال''تنظیم کے صدر سماجی خدمت گار جناب کفایت اللہ خان صاحب کو کرشنا نگر اور اطراف کی،حضرت مولانا التجا حسین اشرفی صاحب ،حضرت مولانا عباس علی صاحب، حضرت قاری نصر اللہ امجدی صاحب اور جناب انور بھائی صاحب کو چنز وٹا ضلع کپل وستو اور اس کے اطراف کی،حضرت مولانا مفتی کہف الوریٰ صاحب ،حضرت مولانا نصر الدین صاحب، جناب سراج بھائی وغیرہم کو بانکے، بردیا اور نیپال گنج واطراف نیپال گنج کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔سب سے پہلے مؤرخہ ۱۶ر جولائی بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مدینہ نوری مسجد اور عیدگاہ روڈ نیپال گنج میں سراج بھائی کے گھر سے راحت اشیاء کے یہ پیکٹ اس علاقہ کے غریب سنی مسلمانوں میں تقسیم کئے گئے، یہاں سے فارغ ہو کر ہم لوگ اپنی گاڑی سے بہرائچ شریف درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازی میں حاضری دیتے ہوئے کرشنا نگر پہنچے۔مؤرخہ ۱۷ر جولائی بروز ہفتہ بعد نماز فجر جامعہ برکاتیہ للبنات میں ایک پروگرام رکھا گیا اور حضرت مولانا مشتاق احمد برکاتی کے ذریعہ کرشنا نگر اور اطراف کے سنی مسلمانوں میں راحت اشیاء کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔دوپہر کے بعد جامعہ مصباح العلوم مسکینیہ رضا جامع مسجد چنز وٹا ضلع کپل وستو میں چنز وٹا اور اطراف کے دیہاتوں سے آئے ہوئے غریب سنی مسلمانوں میں اشیائے خورد ونوش کے یہ بیگ تقسیم کئے گئے۔شام کو ہم لوگ تولہوا ضلع کپل وستو روانہ ہو گئے۔رات میں جامعہ احسن البرکات نسواں کالج میں قیام کیا۔حضرت مولانا نور محمد خالد مصباحی صاحب نے دوسرے دن مؤرخہ ۱۸ر جولائی بروز اتوار کو اپنے جامعہ میں راحت اشیاء تقسیم کا ایک عظیم الشان پروگرام رکھا تھا جس میں اس علاقے کے درجن بھر سے زائد علماء اور ائمہ کی موجودگی میں غریبوں کے درمیان یہ سارے پیکٹ تقسیم کئے گئے اور پھر ہم لوگ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد لکھنؤ ہوتے ہوئے مؤرخہ ۱۹ر جولائی بروز پیر کو بریلی شریف واپس ہو گئے۔اس طرح ۱۵ر جولائی کو ہم نیپال گنج ضلع بانکے پہنچے تھے اور ۱۸ر جولائی شام کے وقت تولہوا سے کھنوا بارڈر ہوتے ہوئے واپس ہوئے۔حضور صاحب سجادہ مدظلہ کی جانب سے لاکھوں روپیہ کی راحت اشیاء تقسیم برائے نیپال کی خبریں پورے نیپال میں گردش کر گئیں۔ہماری واپسی کے بعد بیشمار فون آنے لگے اور لوگ اظہار مسرت کرنے لگے۔اظہار مسرت کرنے والوں میں حضرت علامہ بشیر احمد نعیمی صاحب،حضرت علامہ سجاد احمد رضوی بٹول صاحب ،حضرت علامہ مفتی عثمان برکاتی صاحب ،حضرت علامہ سید احتشام الدین صاحب،حضرت علامہ سید غلام حسین مظہری صاحب،حضرت علامہ محبوب صدیقی صاحب اور راشٹریہ علماء کونسل نیپال کے متحرک و فعال اراکین وممبران اور عہدیداران قابل ذکر ہیں۔اللہ رب العزت ہمارے حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی کی عمر میں بیشمار برکتیں عطا فرمائے کہ یہ ساری بہاریں انہیں کے دم قدم سے ہیں۔

سیرت رسول، ساری انسانیت کے لیے مشعلِ راہ

از۔ حافظ محمد ہاشم قادری رضوی، جمشید پور جھارکھنڈ

سیرتِ رسول کریم ﷺ کے مطالعہ کا ایک ہی مقصود ہے کہ حضور کے پیغام کی مشعل کو ساری انسانیت کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ بتایا جائے کہ رسول کریم ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ حضور ﷺ کی سیرت ہمارے اندر بجز اس کے کسی طرح جلوہ گر نہیں ہو سکتی کہ ہم اس نصب العین کے لیے ویسی ہی جدو جہد کرنے اُٹھیں جس کے لیے حضور ﷺ کی پوری زندگی کو ہم وقف پاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت پر ہم سب پوری قوت سے عمل پیرا اور مصروف رہیں۔ آپ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت تاریخی طاقت کی داستان ہے۔ جو ایک انسانی پیکر میں جلوہ گر ہوئی۔ آپ کی سیرت اجتماعی تحریک کی روحِ رواں ہے، آپ کی سیرت محض ایک اِنسان کی نہیں بلکہ آپ ایک انسان ساز کی روداد ہیں۔ آپ کی سیرت تمام عالمِ نو کے معمار کے کارنامے پر مشتمل ہے۔ پوری انسانیت کی ہدایت کی اِنقلابی کارنامے کی تفصیل اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی سیرت غارِ حرا سے لے کر غارِ ثور تک، حرمِ کعبہ سے لیکر طائف کے بازار تک، اُمہاتُ المومنین کے حجروں سے لیکر میدان ہائے جنگ تک ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے۔ محسن انسانیت و محسن کائنات کی سیرت کے نقوش بے شمار نیک بندگانِ خدا کی کتابِ حیات کے اوراق کی زینت ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہ، حضرت عمار و یاسر، خالد وخویلد اور حضرتِ بلال وصہیب رضوان اللہ علیہم اجمعین، سب کے سب آپ ہی کی کتابِ سیرت کے اوراق ہیں۔ اسی لیے رب تبارک وتعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب قرآن مجید میں آپ کی سیرت واُسوۂ حسنہ کی پیروی کو سبھی کے لیے مشعلِ راہ بتایا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

(القرآن، سورہ احزاب: ۳۳ آیت ۲۱)

ترجمہ: بیشک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی سیرت میں پیروی کے لیے بہترین طریقہ موجود ہے۔ زندگی کے تمام اُمور میں پیروی کا حکم ہے۔ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے، جو تاجدار رسالت ﷺ کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جگنا، حضور پر نور ﷺ کے نقش قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔ رب تعالیٰ نے کائنات میں نہ کوئی آپ جیسا کامل انسان بنایا ہے نہ بنائے گا کیونکہ آپ ﷺ پر نبوت ورسالت کی تکمیل بھی بدرجہ اتم پوری ہوگئی۔

آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے بے شمار اوصاف وکمالات اور اخلاقِ کریمانہ سے نوازا اور آپ کی اِن صفات کی بلندی کو خود رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ ترجمہ: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)

حضور پُر نور ﷺ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم

کردیا ہے حتیٰ کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ رسولِ کریم ﷺ پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے۔ پورا قرآن نعت مصطفیٰ، شانِ مصطفیٰ، اوصافِ حمیدہ سے بھرا ہے ۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔ بیشک آپ ﷺ یقیناً عظیم اخلاق پر ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔ (القرآن، سورہ، الم نشرح ۹۴: آیت ۴)

مفسرین کرام نے آقا ﷺ کا ذکر بلند ہونے کی بہت سی توجیہات بیان فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کردیا حتیٰ کہ کسی کا اللہ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اِقرار کرنا اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ ختم المرسلین پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے۔ ''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ''. (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

پورا قرآن ہی آپ پر نازل ہوا اور آپ کے اوصافِ حمیدہ خوب خوب بیان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صورت و سیرت ہر لحاظ سے بے مثل بے مثال پیدا فرمایا، آپ کو اخلاق عالیہ کے بلند ترین مراتب پر فائز فرمایا، آپ کے اخلاقِ عالیہ وخصائل کا حسین تذکرہ قرآنِ مجید و دیگر آسمانی کتابوں میں بھی فرمایا، جو برگزیدہ صفات اور فضائل و کمالات مختلف پیغمبروں کو عطا کیے گئے وہ تمام حضور ﷺ کی ذات مجمع کمالات میں جمع کردئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انما بعثت لاُتمم مکارم الاخلاق''

ترجمہ: مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا۔

(سنن کبریٰ للبیہقی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عشقِ رسول وعقیدت کا اِظہار اس طرح کرتے ہیں ۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

دوسری جگہ اس طرح کہتے ہیں ۔

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن کا آئینہ ہیں یہ اُن کے علم اور آداب کا ثبوت ہے۔

کائنات کی سب سے بلند ترین شخصیت محمد مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی سیرت اور سوانح پر، زندگی کے بڑے بڑے کاموں اور آپ کی نمایاں مہمات، اُمُورِ عظیمہ اور آپ کے اخلاق وعادات کو بیان کردیا جائے تو بھی آپ کی سیرت ہرگز مکمل اور پوری نہیں ہوگی۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ وسیرتِ طیبہ کے مدرسے سے ایک حاکم، ایک امیر ایک وزیر، ایک افسر، ایک ملازم، ایک آقا، ایک سپاہی، ایک تاجر، ایک مزدور، ایک جج، ایک معلم، ایک واعظ، ایک ریفارمر، ایک فلسفی، ایک ادیب، ہر کسی کے لیے۔ آپ کی سیرت کے مدرسے میں ایک باپ، ایک ماں، ایک بیوی، ایک ہم سفر کے لیے، ایک پڑوسی کے لیے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے۔ ایک بار جو بھی اس مدرسے کی درس گاہ تک آپہنچتا ہے، پھر اسے کسے دوسری درس گاہ کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمایا ۔

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اِنسانیت جس بامِ عروج پر، جس آخری کمال تک پہنچ سکتی تھی وہ آپ ﷺ کی ہستی میں جلوہ گر ہے۔اسی لیے اس ہستی کو ''اِنسانِ عظیم'' کے لقب سے پکارنے پر ساری دنیا مجبور ہے۔انسانی تاریخ کے پاس ''اِنسانِ عظیم'' صرف اور صرف یہی ایک ہستی ہے، جس کو چراغِ راہ بنا کر ہر دور میں ہم اپنی زندگی کو روشن کر سکتے ہیں۔کروڑوں، اربوں افرادِ انسانی نے اسی سے روشنی لی۔لاکھوں بزرگوں نے اپنے علم وعمل کے چراغ اسی ''اِنسانِ عظیم'' کی سیرت سے تابناک وروشن کئے۔ دنیائے انسانیت آپ کی دی ہوئی تعلیم سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔کوئی انسان ایسا نہیں جو اس ''اِنسانِ عظیم'' کا کسی نہ کسی پہلو Aspects سے زیر بارِ احسان نہ ہو،لیکن اس کے احسان منداس کو جانتے نہیں، اس سے تعارف نہیں رکھتے۔ جو جانتے ہیں جو اس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں ،وہ بھی آج کے دور میں آپ ﷺ کی تعلیمات سے دور ہوتے جارہے ہیں (چندکو چھوڑ کر الا ماشااللہ) آپ ﷺ کی ہستی کے تعارف اور آپ کے پیغام کے فروغ کی ذمہ داری اس کی اُمت پر ہے،لیکن اُمت محمدیہ ہی اس کے پیغام سے دور بہت دور ہو گئی ہے۔ اس کے پاس کتابِ الٰہی قرآن مجید اور نبوی تعلیم کا ذخیرہ احادیث طیبہ کی کتابوں کے اوراق میں سب کچھ موجود ہے لیکن آج اِن پاک کتابوں سے اُمت محمدیہ کی دوری اِنتہائی شرمناک اور افسوس ناک ہے یہی وجہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ کی حالت زار اِنتہائی خراب ہے۔

آؤ سوچیں اور جائزہ لیں، ہم کہاں کھڑے ہیں: آج انسانیت کتنی گرتی جارہی ہے۔محسن اِنسانیت ﷺ کا یہ مقدس انقلاب تھا جس کے ہم پاسبان بنائے گئے تھے۔یہی وہ پیغام ہے جو رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب اور اُن کی اُمت کو دیا۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ط۔

ترجمہ: اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔(القرآن، سورہ البقر: ۲/آیت ۱۴۳)

رب تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ کو بہترین امت بنایا تاکہ مسلمان تمام لوگوں پر گواہ بنیں اور محمد ﷺ ہم سب کے گواہ بنیں۔یعنی اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی اور خانہ کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا۔حضور پُرنور ﷺ کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے آگے یعنی افضل ہے۔ افضل کے لیے یہاں ''وسط'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور عربی میں بہترین کے لیے بھی وسط کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔مسلمان کو بلند ترین منصب پر فائز کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس امانت یعنی ایمان و دعوت کی تبلیغ کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ حضور کی نیابت وسیرت کی روشنی میں ہم قیامت تک اِنسانیت کے نجات دہندہ بنیں۔

آج پوری انسانیت بحران کا شکار ہے۔بڑی بڑی قوتیں کمزور ملکوں اور کمزور انسانوں پر اپنا جابرانہ نظام تھوپ رہی ہیں، ظلم و جبر کا پہاڑ توڑ رہی ہیں۔عالمی قیادت خدا ناشناس طاقتوں کے ہاتھ میں ہے۔افسوس صد افسوس! نام نہاد اسلامی ملک بھی انھیں طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں، فلسطین، افغانستان، سیریا، میانمار، کشمیر، روس وغیرہ وغیرہ کے انسانوں کے عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں۔اِن مظلوم انسانوں کی مدد تو دُور، عیاش واوباش مسلم حکمراں دریوزہ گر (گداگر، بھکاری) بن کر رہ گئے ہیں، اسرائیل، امریکہ، روس، وغیرہ سے دوستی کر بیٹھیں ہیں۔حالات کی ٹھوکریں ہمیں نہ جانے کب بیدار کریں گی؟ ذِلتیں اور نامرادیاں ہمارے احساس ندامت اُبھار نہ سکیں۔عالمِ اسلام خود انتشار اور انسانیت کے بحران میں شانہ بشانہ

کھڑا ہیں، حق بولنے والوں کو ایسا غائب کر دیا جاتا ہے، جیسے کہ وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوں، سوچیں اور جائزہ لیں کیا اسلام لانے والے نبی رحمت ﷺ کی یہی تعلیم ہے۔ مذہب اسلام پانچوں ارکان کلمہ، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ کے ساتھ ساتھ حُسنِ معاشرت کی تعلیم پر بہت زور دیتا ہے۔

رب تعالیٰ کے احکامات اور آپ ﷺ کی تعلیمات: اِسلام دین فطرت اور دین انسانیت ہے، آپ ﷺ کی سیرت میں انسانوں کی عزت وتکریم اور تمام انسانوں کے ساتھ انصاف کرنے کی بار بار تاکید آئی ہے۔ آپ ﷺ نے سبھی انسانوں کا احترام سکھایا۔ چھوٹوں پر شفقت ومحبت، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تعلیم دی۔ مسلم شریف کی روایت ہے: اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَ حَبُّ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ اَحسَنَ الٰی عِيَالِه۔

ترجمہ: ’’مخلوق اللہ کی عیال (بندے) ہیں تو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ مخلوق (بندہ) ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ حسن سلوک کرے۔‘‘ (مسلم، بیہقی فی شعب الایمان)

دوسروں کے اچھا ہونے کا انتظار نہ کریں بلکہ خود اچھا بن کر لوگوں کو سکھائیں کہ اچھا انسان کیسا ہوتا ہے۔

انسانیت کی خدمت کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ بیواؤں اور یتیموں کی مدد، مسافروں، محتاجوں اور فقرا ومساکین سے ہمدردی، بیماروں، معذوروں، قیدیوں اور مصیبت زدگان کی مدد و خدمت کرنا، ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ’’لوگوں میں اللہ کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہیں جو انسانوں کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ہوں‘‘۔

آپ کی سیرت پر آپ کے صحابہ نے پوری طرح سے عمل کیا بے شمار واقعات شاہد ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی سیرت پر کتنے پیارے انداز میں عمل فرمایا، خود رب تعالیٰ نے اُن کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا: يُوْفُوْنَ بِا لنُّذْ رِ وَيَا خَا فُوْنَ يَوْ ماً كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا۔

ترجمہ: اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔ (القرآن، سورہ، دھر: ۷۶/آیت ۷/کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ثواب بیان فرمانے کے بعد اب ان کے وہ اعمال ذکر فرما رہا ہے جن کی وجہ سے انہیں یہ ثواب حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے طاعت وعبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ عبادات جو واجب نہیں لیکن منت مان کر انہیں اپنے اوپر واجب کر لیا تو انہیں بھی ادا کرتے ہیں۔ آگے رب تعالیٰ فرما رہا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاء وَلا شُكُوراً إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْماً عَبُوساً قَمْطَرِيراً۔

(القرآن، سورہ دھر: ۷۶، آیت ۱۰/ سے ۸)

ترجمہ: اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش، نہایت سخت ہے۔

اللہ کے نیک بندے اللہ کے حکم اور رسول ﷺ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے بندوں، مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت ہوتی ہے۔ اللہ والے نیک بندے مسکینوں، یتیموں، قیدیوں، غریبوں کو اللہ کی محبت میں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے کھلاتے ہیں۔ یقیناً یہی دین، ایمان و نبی پاک سے محبت اور ان کے اسوئے حسنہ پر عمل ہے اور سیرت رسول ﷺ پر عمل ہے اللہ تمام مسلمانوں کو سیرت رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق و محبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر و ترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم و حکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا علمی و روحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار و قربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن و منور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پر عزم، مستحکم اور مخلصانہ قیادت و نظامت کی درخشاں و دیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم و حکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم و ملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور ''تحریک تحفظ عظمت اولیا'' کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی و عصری علوم و فنون کے ساتھ اسلامی افکار و نظریات کی ترسیل و تبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج و ارتقا کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب و مسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن و منور مستقبل کے خطوط متعین کر کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار و تعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے! اور اس کے عروج و ارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجئے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی و روحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف